UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226292
UNIVERSAL
LIBRARY

بسم الله الرحمن الرحیم

این هردو تقریظ من نتائج نظر انصاف خو پسند و راست بین جناب مولوی سید محمد صاحب المتخلص به هاشمی بزبان عذب البیان عربی و فارسی که داد خوش کلامی درداد حلیه جلوه گری پیراست

الحمد لله الذی ابرز نور المقدس من نور الاقدس - و منزه من جمیع سماة النقص والزوال والدنس - والصلوة والسلام علی من بنی بنیان الهدایه و اسس - و علی آله و اصحابه نجا من تمسک اقتدی بطریقتهم و انس - اما بعد ان هذا الکتاب جواب الجواب رد الجواب باحسن الخطاب بل فی تاسیس مبانیه عجب العجاب و فارق و فیصل بین الخطاء والصواب فی تحقیق مسائل حقیقة المحمدیه بترجیح دلائل خصوصیة الاحمدیه - اللهم صل وسلم علیه کما هو اشرف کائنا بوجه الحقیقة اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً و علی آله و اصحابه الذین هم دلیل الاهتداء و نجوم الاقتداء قد تم ترتیبه علی ید الحبر الکامل والجهبذ الفاضل

ذوی المعارف والحقایق منحل اللطایف والدقایق صاحب النسبۃ العلیۃ اعرف مناہج القربۃ الآلہیۃ السید نجم الدین صاحب السکندرابادی عمم اللہ فیضانہ سحتے ینادی منادی و بعد ذالک انظرتہ بدقت النظر وامعانہ وتاملت فی ظاہر الکتاب و بطانہ ان نور الحقیقۃ یتلالأ فی حروفہ و کلماتہ ویستضاء ضوء الفصاحۃ والبلاغۃ من سطورہ وصفحاتہ۔ ایہا الناظرون استرشدوا واستفیضوا ان لسان الغیب جری علے لسان المولف الماجور وظہرت اللطایف المکتتمۃ بحسن سعی المحقق المسطور وجعل کلامہ محکمًا وکمل مرامہ مبرہًا حتے لم یبق للممتری من مریۃ وللمفتری من فریۃ ونرجو اللہ ان یہدینا بہ ویعطینا من مثابہ وثوابہ آمین۔

من سید محمد ہاشمی ابن سید اسماعیل جزاہما اللہ بجزاء الجزیل

ایضًا ثانے

خدائے را نیاز کہ این کثرت خلقی را بوحدت ازلی بروز آوردہ باشکال متنوعہ سرزبود۔ لیس کمثلہ شیئے را گویا است۔ وخداوندی را نماز کہ بتوسط میمی شان احمدی خواستہ بہ بشارت ونظارت مستعد

گردیده۔ ہر گونہ جلوہ گرے را زیباست۔

جل جلالہ و عز شانہ

فداے وجود آن ذی جود کہ وجود او مقصود ہر بود و نمود و مشہود ہر موجود در رسیدہ مطلوب کاف و نون است۔ و نثار شعار آن مائیہ رحمت و عظمت کہ دستار نبوت و ولایت بر بالاے والاے آن شایان آمدہ مقصود کن فیکون است۔

صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و سلم

اما بعد درین زمان تحقق اقتران بحسن اتفاق و بحسب اشتیاق کتاب فیض اکتساب المسمی بہ مصرح المعارف مصنفہ جناب مستطاب عارف حقایق رموز خدا شناسی و واقف نکات خود شناسی سیاح بحر حقیقت سیاح اقالیم معرفت صدر فضیلت صورے و معنوی را یکتا گوہرے۔ شجر شرافت و نجابت را اشرف و اعلی ثمرے۔ عندلیب شاخسار ملکوتی نغمہ پرداز زمزمہ لاہوتی کشاف اسرار عین الیقین۔ اعنی سید نجم الدین صاحب زاد فضلہ را دیدم و دیدہ بصیرت را ضیا بخشیدم و بیواقیت و لالی تحقیق در رضائے

باطن فرا اند و ختم داین اشعار بتوجه و خلوص دل برنگاشته

وهو هذا

نجم دین روشن بباشی در جهان | تا دوام روشنی روشنان
ای بدست مایهٔ روشندلی | ای دلت از نور باطن منجلی
خوش کتابی گفتهٔ در وجد و حال | مدعی را ساختی بس مستمال
راستی را از سر کجی پالوده | نیک و بد افزوده فرسوده

الحق مصنف علام به احقاق حق و ابطال باطل کمر سعی بربسته وهمت را تکمیل داده و کامل برآورده۔ کمال معنی را با جمال لفظش نسبتی است بهترین۔ و محال سوال را بامکان جوابش وقعتی است دلنشین۔ مدعی معترض را مهر سکوت بر دهان است۔ واز گفته وکرده عرق انفعال برروی روان۔

اشعار

عرق انفعال بر رخسار | مدعی را نکرده و گفتار
خیره آمد لعب شده توقیر | آمنی یاد کرد و هم زنهار
نجم دین از فروغ فضل و کمال | اعتبارے نهد به سرو چهار

سنتے سنتے ہو گیا خالی دماغ | زاغ صحرائی کی بولی کاغ کاغ
توبہ کر اس لاف گوئی سے میاں | بر رسولان نیست جز الا البلاغ

اعتبار روا گواہ عدل | این کتابی است لسبکہ حق گفتار

ہاشمی ختم کن ترانہ سنج
این عیان است با بیان مسپار

از سید محمد ہاشمی ولد سید اسمعیل مرحوم و مغفور سکندر آبادے

تقریظ من نتائج افکار عجز شعار بندۂ نحیف سید شریف عرف سید میان

خوشا ہستی آنانکہ بواطن نزہت مواطن اوشان از انوار دانست
حقایق این ہمہ چون و چرا آن بیچون و چرا مجلا اند و در ان
آئینہ ہائے بے مثال عکس جلوہ جمال حقیقت آن محمود ذوالجلال
کہ بہ نقاب سیم از علم سروری زینت بخش سلطنت کون شدہ
نمایان است - ہمانا حصول ہمچو تزکیہ قلب بجز توجہ باطن اہل
خبر دشوار تر الحمد للہ درین زمان بخوبے قسمت جویندگان
راہ حق نما (رسالہ مصرح المعارف) نام پر از تعلیم وارشاد
تمام از فیضان جاریہ جناب فضیلت مآب کمالات انتساب
شریعت وطریقت آگاہ معرفت وحقیقت دستگاہ پیشوا دین

زاهد سالک مراتب حق الیقین ماهر اسرار خفی و جلی واقف نکات
علم یزدانی محقق کامل موحد عالی منزل حضرت مولانا سید نجم الدین صاحب
قبله خلیفهٔ هادی دین جناب مرجع تفضلات و مرکز مباهات حافظ
شریعت و طریقت محی معرفت و حقیقت کاشف حقایق ربانی مظهر نور
یزدانی عارف مکمل واصل سالف الاصل حضرت مقتدانا و مرشدنا سید جعفر صاحب
قبله ادام الله ظلالهم بر رؤس کل تابعین حاضرین و غائبین مرتب
بوده است فی الحقیقت در تحریر مصنف ذیشان بهر قالب و بیان
توحید عیان لاریب این رساله گنجینه راز عرفان و کنز علم حقایق و
حصول و دریافت حقیقت موجب تکوین را وسیله لایق است زیرا که
در آن اصول بحث به ثبوت قدم حقیقت محمدی که اول زینهٔ ادراک
اسرار نهانی ذات بحت که بکمال محبت شناسائی از کتمان غیب
بمنصهٔ شهود رونق افزا است جلوه نموده و بلا شبه دریافت کنه این
مرتبه نشان ترقی منازل و حصول مقامات کبرا است هر چند که جمیع تصنیفات
هادیان دین حضرات صوفیاء کاملین رضوان الله علیهم اجمعین از مباحثه
قدم مرتبه موصوفه مملو با این لطیفه هائین بعض اصحاب والا القاب را در آن

مخالفت وگفتگو بوده من بلا تکلف بطور منصفانه مے گویم که از نبار
وقوع خلجان این اعتقاد ما بعد اسے الان سواسے ہیچ یک مخاطبات
ومراسلات مقدمه قدم وحدوث جوہر اول اسے یعنی حقیقت محمدی
موقوعه فیما بین اکابرین پیشین در ثبوت قدم مرتبه موصوفه
ہیچو رساله نادره ارقام نیافته چراکه از مصنف صاحب به ثبوت
تقدمیت ان از بس دلایل قویه معقول ومنقول وتمثیلات پر از
اصول از صراحت تمام بموقعت بیان رسیدند ونیز در امر مراد
برخاست اختلاف وقیام اتحاد بریک سوال در مقابله جواب جناب
مولوی سید شاه محمد صاحب جواب مدلل باثبات قدم مرتبه موصوفه
چنان ترقیم فرمودند که اکثر علمار محقق متبحر ومشائخین شهر حیدرآباد و
دیگر بلاد که هریک از ایشان بعلم وفضل وتحقیق ودانست فرد
یگانست بنابر ملاحظه نسبت حقیقت آن اتفاق وبران مواهیر دستخط
خود باشهاد ثابت فرمودند هرآینه تصفیه ہذا پیش اہل ولان منظور و
مستحسن ومنصفت مزاجان تقلید گزار ابجز اتفاق اعراض ازان ناپسند
خواهد شد وهمیشه بجناب کبریا همین دعاست که همگی مومنان را توفیق

تحقیق راہ راست و بہ مقبولیت درگاہ خود امتیاز بخشد ـ

تقریظ من نتایج بندہ کمین سید امیر الدین عرف میرا جی میان

رسالہ (مصرح العارف) مصنفہ جناب مکرمت مآب مجمع فضیلت
و وقار منبع مشیخت و افتخار شریعت و طریقت آگاہ حقیقت و معرفت
دستگاہ مخزن گنج معلومات عرفان معدن جواہر علم الان کما کان
سالک منازل اسرار ہو اللہ تارک مشاغل اضرار ما سوا اللہ سے یعنی
سید نجم الدین صاحب عرف اللہ بخش میا لصاحب خلف و خلیفہ اول جناب
مفاخرت انتساب ہادی کامل رہبر آگاہ دل کاشف حقایق کشف
و شہود واقف دقایق وحدۃ الوجود عارف باللہ متوکل علی اللہ
مولانا و مرشدنا حضرت سید جعفر عرف پیر صاحب میا لصاحب
قبلہ شروع سے آخر تک معائنہ مین آیا اور دیدہ دل کو بصیرت
باطن عطا کی ـ مین نہین کہہ سکتا کہ کن گران بہا الفاظ اور انمول جملون
مین مولف اور تالیف کی مدح سرائی کیجاے اور کون بیش قیمت
مضامین نظم و نثر نثار کرنیکے لیے لایق تصور کیجے بیشک یہ رسالہ

نکات باریک اصول علم حقایق اور توضیح قدم حقیقت محمدی جو ہر اول مین
یکتا اور مصنف صاحب کی بے انتہا ظاہر و باطن کی لیاقت
اور خوبی عقاید اور صفائی قلب کا سچا نمونہ ہے اور شاید یہان
یہ کہنا موجب استعجاب و مبالغہ نہو گا کہ یہ پہلا رسالہ ہی جو عمدہ
مطالب علم باطن اور قریب الفہم اردو مین جلوہ گر ہے اور کسی نے
اب تک ایسی تصنیف نہین کی میرے اس بیان سے نعوذ باللہ
بزرگان سلف کو ناواقف ٹھہرانا مقصود نہین ہے بلکہ حقیقت یہ
ہے کہ زمانہ سلف مین اختلاف عقائد کثرت سے جا بجا نہیں پھیلا تھا اور
خاطر خواہ عام نہین تھا اور جو کسی نے ایسا کہا بھی تو کہتا ایک دوسرے
کو کفر و الحاد کا مخاطب کیا اس سبب سے پچھلے زمانے مین
ایسی تصنیفات کی ضرورت زیادہ داعی نہین ہوئی یا بزرگون
نے تصرفات پیش بینی سے ان عقائد کی الجھن اور پیچیدگیون کی
اصلاح مصنف ہی کی ذات پر منحصر اور مختص کی ہو چنانچہ اسکی تصدیق
بر حضرت بڑے میان صاحب مرحوم کی یہ پیشین گوئی کہ (جواب کامل
منتشر ہو کر حیدرآباد سے دستیاب ہو گا) پوری پوری حجت ہو سکیگی

الحاصل جناب مصنف نے مرحوم موصوف اور سید شاہ محمد صاحب کی رد وقدح پر منصفانہ غور کے بعد بدلائل معقول ومنقول ایسی مہذب اور انکی ادا مین انفصال قطعی فرمایا ہی کہ کئی علماے محقق اور مشائخین نے اسپر اتفاق اور اپنی مواہیر ودستخطین ثبت کین۔ اب اس موقع مین مین اپنی کمال خوشی ان باتو نپر ظاہر کرتا ہون کہ ایک مدت دراز کا باہمی نفاق مصنف صاحب کی سعی خیر کی بدولت دلون سے اٹھہ جائیگا اور سید صاحب کا یہہ اقرار کہ (کسی معتمد جاننے والے کے پاس طرفین کی تحریر وتقریر پیش کرین اور وہ جسکی صحت پر اتفاق کرے اوسکو صحیح جانین) قائل اور انکے تابعین کو اتفاق جمہور کی اتباع کرنے پر مجبور کریگا۔ اور ایسے نازک اور لاحل مسائل علم سینہ کی تعلیم جو سالہا سال پیران طریقت کی خدمت اور جرن برداری سے نصیب ہوتی ہے اعتراض کے حیلے مین علی العموم دولت غیر مترقب کیطرح حاصل ہوجائیگی فقط

تمت

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

سبحان اللہ یہ رسالہ نادرہ بزبان اردو مصنفہ سید نجم الدین صاحب مہدوی مسمی بہ

مصرح المعارف

قدم حقیقت محمدی کے ثبوت و تفاصیل حقیقت احمدیہ کے مباحث مین بدلائل قویہ باتفاق جمہور مرتب ہے

بمطبع آصفی حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین طبع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الموجود المطلق الذی کل مجاهد یعود الیه والصلوٰة والسلام علی
حضرت النبی محمد صلعم الذی حقیقته تجلی الاول تجلی ذات الحق علی
ذاته بذاته وهی وحدت صرف وقابلیت محض تسمی بالحقیقت المحمدیت
علیه السلام وهی ساریته بالقدم والاطلاق فی جمیع الموجودات الممکنات
وآله واصحابه الامجاد شعر هرکس بزبانی صفت حمد تو گوید + بلبل بغزلخوانی
ومطرب بترانه ـ اما بعد احقر العباد بنده کمین فقیر سید نجم الدین بن
زبدة العارفین حضرت میان سید جعفر بن شمس الواصلین حضرت میان
سید شهاب الدین بهره یاب بارگاه جناب امام المحققین حضرت بندگی
میان سید نصرت قدس الله اسرارهم العجز واعتراف ملتمس ہی که مقام

بنگوڑی سے چند خطوط مرسلہ برادران عقیدت کیش وصدق نہاد متذکرۃ الذیل

خصوص صاحب اول

روشن میان صاحب بن حضرت علی میان صاحب بن حضرت سید جی میان صاحب ساکن بنگوڑی رحمہم اللہ علیہما خلیفہ جد فقیر

خواجہ برادر میان صاحب بن حضرت میر میان صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ جد فقیر

حافظ میان صاحب خلیفہ والد فقیر بن حضرت منجلے میان صاحب خلیفہ جد فقیر بن حضرت شاہ نجے میان صاحب خلیفہ جد اعلے فقیر نبیرۂ حضرت شاہ نجے میان صاحب کلان ساکن بیر رحمۃ اللہ علیہم

کی بکمال آرزو وخواہش دلی وصول ہوئی چنانچہ خلاصہ عبارت اوس ایک
خط کی جو رقمزدہ پانچوین شہر ذیحجہ ۱۲۹۸ھ اور گویا تمام خطونکی ہم مطلب ہی برآ
مراد ملاحظہ یہان نقل کی گئی ہی (درین اوان حضرت شاہ صاحب میان صاحب
متوطن کڑپہ ولایت مصطفے کے حادث ہونے مین ایک رسالہ طبع کرکے
اطراف واکناف مین روانہ فرماے ہین آپ بدلایل ساطع ولایت مصطفے
کے قدیم ہونمین جواب باصواب تحریر فرمانے کی ہم سب امید قوی رکھتے
ہین تا مدعی کو انفعال وتسلیم اور ہمارے بعض اون ہم اعتقادونکے لیے
کہ جنکو صحبت وسند حاصل نہونیکی وجہ سے دیدۂ دل پر پردہ ناواقفی وجہل
پڑگیا اور روے اذہونکیطرح ورطہ تزلزل وتذبذب مین ڈوب غوطے
کھاتے جاتے ہین شمع ہدایت ونجات ہووے کہ جسکی بدولت مسئلہ قدم
حقیقت خاتمین علیہما الصلوٰۃ والسلام صاف وصریح معلوم ہوجاے

یہہ کلام دروغ
کو واسطے کہ شاہ صاحب
میان صاحب ولایت مصطفے
باطن مصطفے ذات
مہدی علیہ السلام
حادث ومخلوق
لکھی ہین نہ مطلق
ولایت مصطفے کو

اور وہ لاندہی جو
غوطے کہا رہی ہین اسس
رسالہ سے کبہی کہا
کو نہ لگینگے حضرت
رحمتہ کی کہند
خود اندہی ک

اور دوسرے اوس پر ثابت قدم و استوار رہین۔ رسالہ مذکور نیپال پر پروانہ ہو چکا
البتہ بہ دست ہو گا پس چونکہ فقیر بحث و مناظرۂ اعتقادیہ سے بچند وجوہ
و عذر احتراز و دوری اور یکسوئی ہی پسند و پیش نظر رکہتا ہی **عذر اوّل**
روش و طریق سلوک کل اکابرین حضرات صوفیاء سابقین و کاملین حال رضوان اللہ
علیہم کا اوپر حاصل کرنے دولت قرب و معیت حق عز اسمہ کی جلوہ فرما ہی کہ
صرف عجز و نیستی اور فنا خودی و اثنینیت ہی پر موقوف و منحصر ہی **رباعی**
ہر کہ شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد ✤ دانہ با خاک چون پیوست
سرسے پیدا کرد ✤ تا کہ عریان نشوی راہ بمطلب نبری ✤ بیضہ چون جامہ
فرو ریخت پرے پیدا کرد۔ اور بحث و مناظرہ محض نشان نخوت و خودی
اور صورت خود پسندی و خود نمائی جو دراصل فرع انہین اصول کے ہین
مبنی و مقتضی بر توغل دعوے کمال علم و تحقیق خود ہی کے نسبت مقصور و
مد نظر ہی مانع مقصود فی الوصل اور حجاب اکبر نے الارانہ ہی ع حجاب اعظم
اینجا ہستی تست۔ اور حدیث العلم حجاب الاکبر سے خاص یہی علم مراد اور مستند علیہ
ہی نظم جامے علیہ الرحمۃ۔ فاضلی وادی برہان بپیمای ✤ در بیابان جدل جان
فرسای ✤ عمر در بحث و جدل طی کردہ ✤ پای بکران عمل سپے کردہ ✤ نہ وستت را

زطریقت نوری ٭ نہ سرش راز حقیقت شوری ٭ ایضاً منہ دل
چو خم چند بر آوازہ ہی ٭ ناید آواز جز از خم تہی ٭ چون وہد گوش بون
بانگ ز پوست ٭ آن نہ پوست زبی مغزی اوست ٭ نیستی صوفی ازین
نام چہ سود ٭ دعوی پختگی از خام چہ سود **عذر دوم** مشایخین وقت کو
قید تقلید سے ہرچند مخلصی حاصل نہین گو سو بار کلمۃ الحق برار العین سمجھایا بھی
جائے ولیکن تقلید سے رخصت عطا نہین کہ قبول فرمائین **عذر سوم**
بحث و مناظرہ حقیقت مین مجادلہ و مکابرہ ہی سے بدل گیا ہے جسکی
ابتدا ہی مشرک اور نصارا کی تشبیہ کے ساتھ طاعت فرمائی ہو تو پھر اسکی
انتہا کیا کچھہ نہ درخشان ہو گی بداہتاً سمجھ سکتے ہین حالانکہ اس تشبیہ مین بیا
صرف معتقدین قدم حقیقت محمدی و ولایت مشابہ و محسوب بمشرکین
و نصارے ہوئے بلکہ قطع نظر انکے معاذ اللہ خود مرتبہ حقیقت محمدی
وحضرت ولایت خاتمین و عیسی علیہم الصلوٰۃ والسلام رام و کشن کے مشابہ ہونا
لازم آیا کیونکہ اس تقریر سے خود مرتبہ حقیقت محمدی و حضرت ولایت
اور معتقدین قدم ہذہ المراتب (مشبہ) اور مشرکین و نصارے و رام
وکشن و عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام (مشبہ بہ) اس تشبیہ کے ہوتی ہین اور

یہ امر سراسر بلا لحاظ حفظ مراتب و پاس ادب کے کہ علانیہ مقام ہجو اور
مقرون بکفر ہے زنہار کسی فرد ذی ہوش کے نزدیک جائز نہوگا چنانچہ خود
حضرت موصوف نے ختم المہدی کے ۵۳ صفحہ مین ہدیہ مہدویہ کے تیسرے
باب نفی نسب کی غیر مہذب و استہزائی دوسری دلیل کی نسبت جوابًا
فائدہ مین فصل الخطاب کے دو اقوال نقل فرماکر بے ادبی سے احتراز دلایا
ہے اور اوسکا تذکرہ اس رسالہ کو پیرایہ تہذیب سے عریانی کا سبب متصور
ہوکر شائقین بلاحظہ کے لیے کتاب مذکور کا حوالہ ہی مکتفی سمجھا گیا عذر
چہارم فقیر کو علوم ظاہرہ مثل علم صرف و نحو و منطق وغیرہ مین بالکل
راہ نہین اور بحث و مناظرہ ضرورت تامہ انھین علوم مذکورہ سے رکھتا ہے
اس صورت مین ممکن نہین کہ نام جواب یا مناظرہ زبان زد فقیر ہو مگر
جب خاطر برادران عزیز کی بقصد اشتیاق دامنگیر ہوئی تو رسالہ تفصیل
حقیقت احمدیہ کو شروع سے آخر تک من و عن دیکھا بس اولاً وعدہ پیشگوئی
صادق حضرت بڑے میان صاحب مرحوم کا جو حضرت مولوی شاہ صاحب
میان صاحب کے عجز ثلثہ کے ثبوت کے بعد لکھتے ہین کہ (جواب کامل
منتشر ہوکر حیدرآباد سے دستیاب ہوگا) مقتضی اوپر ایفا کی مدنظر ہوا دوسرا اشارہ مرادولی حضرت

سبب بکمال مایوسی غم و ملال عائد حال حضرت ہی ذرضا وجوہ یا مستحسن جانا جو
عرض و التماس خود بدولت مکتوب ہی کہ (اسکے اتنا ہی سمجھنے والا انکے
متعلقات سے کوئی باقی نہین کہ اوسکے استصواب سے اس امر کا فیصلہ
کرلین) اور مراد تمنائی دلی حضرت موصوف کی فقط بقیفہ طلب اس طرح
بہ وید باز ہوئی کہ جواب طرفین علی السوال واحد علما اہل تحقیق و انصاف
کے پیش نظر کرین اور وہ جس جواب کے حق ہونے مین اتفاق فرمائین
وہی جواب واجب الاتفاق والتسلیم ہی جو اس ہی مراد پر یک سوال مع
جواب خود آخر رسالہ مین درج فرمایا ہی نظر بران بلا قصد تردید و ابطال
اور تنازع و تخالف کے پہلے رسالہ مذکور سے بلا الحاق و اشتراک خطوط
و شقہ جات اور اون کلمات کے جو فیما بین جناب ہما بایک دیگر اور بین حضرت
موصوف سے زیب رقم ہین بوجہ عدم دستیابی مضمون ما بہ المقصود کے
فقط تصریحات اون مضامین کی کہ جہان حضرت موصوف کے اعتراضات
اور بین حضرت موصوف کے شبہات مورد ہین شروع کی تا مقتضا
کے تبئین کشف حقیقت اور استقلال کامل اتقاد و مستند بود
آخرمین جواب مسئلہ کہ بقیفہ موقوف علیہ قرار پایا درسالہ تدیل سند کی

تحقیق وصحت پر قدم حقیقت محمدی سے کہ خاص یہی مرتبہ وحدت ہی معہ جواب

حضرت موصوف سے کے نظر ہائے حضرات علما محققین کے واکثر ثبت شہادات

فرد افرد اسے مزین اور قلم بند کیا کہ خاتمہ اس تقریر کا اسی پر ختم ہو چکا

اور نام اس مجموعہ کا **مصرح المعارف** رکھا۔ اب اصحاب مبتدران

معالی سے امید قوی ہے کہ اگر کہیں خطا لفظی یا معنوی سے

آگاہ ہوں تو بکرم اصلاح ممتاز فرمائیں

والا دیکھنے والے اسکے باعتبار مد نظر ہونے

حصول فوائد وحسنات عرفیہ کے

پسند خاطر عاطر ہو وے

تو لازم ہی کہ در حالت خوشنودی دعائے خیر سے یاد فرمائیں

قطعہ

واضح ہو وے کہ رسالہ مذکورہ سے تحریرات متنازع فیہ حضرت بڑے میاں صاحب

مرحوم وحضرت مولوی موصوف اور سید جی میاں صاحب بن حضرت موصوف

جہاں کہیں کہ ماخذ فی ہذا میں ہیں عبارت حضرت مرحوم قول اور سر عبارت

حضرت موصوف اعتراض اور سر عبارت بن حضرت موصوف شبہ

اور بنا بر تحریر عاصی لفظ تصریح کے ساتھ بمراد تمیز بکدیگر اشارہ کیا گیا ہے
کہ تا بعد الملاحظہ ناظرین تقریب فہم معاً ہو جائے۔

قولہ

ہمارا[۱] اعتقاد موافق اکابرین گروہ مہدویہ کے یہ ہے کہ اللہ تعالے اپنی
ذات و صفات سے قدیم و غیر مخلوق ہے اور خاتمین اپنی ذات و صفات
سے اشرف المخلوقات ہین مگر حقیقت محمدی بالاتفاق ولایت مصطفے کو
کہتے ہین اور اطلاق ولایت کا مقام کنت کنزا پر کہ جسکو مقام ذات او
مقام احدیت کہتے ہین صحیح و صادق آتا ہے اور یہ مقام ذات بالاتفاق
جہان کہ کہا مہدیؑ نے ع کنت کنزا کہ بد قدیم مستور۔ قدیم و ازلی ہے
بنا برین حقیقت محمدی اور ولایت مصطفے بطریق اولی قدیم و ازلی ہین چنانچہ
فرمایا میان سید شہاب الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے **نظم** کہین جسکو محمد

---

[۱] یہ قول بدرخواست خواجہ زادہ میان صاحب بن کریم صاحب میان صاحب ساکن کڑپہ ادس ال کے جواب مین لکھا گیا ہے
جو جیو بخان ساند وزالی ساکن کڑپہ نے ایک سوال حضرت موصوف سے لکھوا کر بنام خود بمراد طلب جواب خواجہ زادہ میان
کو دینے کہ بنا مناظرہ کے فیما بین حضرت موحوم و حضرت موصوف اس ہی سے وجود پائی ہے اور وہ سوال یہ ہے کہ۔ رسول اللہ اور مہدی
مراد اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام مخلوق و حادث ہین یا غیر مخلوق و قدیم حقیقی اگر حادث اور مخلوق ہین تو حضرتین موصوفین کے سب
صفات اور انکی حقیقت بہی حادث یعنی نہین تہے سو پیدا ہوئی ہے اگر غیر مخلوق ہین یعنی اپنے سے آپ قایم ہین جیسا خدا تعالی کہ اپنی
ذات کے بقا مین کسی کا محتاج نہیں تو ہندو دیکھا رام اور کشن کو خدا بولنا اور نصاری کا عیسی علیہ السلام کو خدا بولنا دلیا ہی ہوا اسکو
لازم ہوا اپنا جو اعتقاد ہے بیان کرکے قرآن کے آیتون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور معتبر کتابونکی عبارت سے ثابت کرنا۔

کی حقیقت ہے محمد کی حقیقت سو ولایت ہے کہا جو حق تعالی کنت کنزا ہے
ولایت مصطفے کا ہی بلاطن ہے بالفعل یہ سادا اسید ہا چھوٹا ساجواب ہی اگر تفصیل
چاہیئے تو بہ تطویل بیان کیا جایگا اسپر بھی اگر تمکو مقام کنز مخفی کے
حدوث پر کہ خاص مقام ذات ہی کسی کتاب معتبر سے دلیل ملے تو بیان
کیجے جھگڑا خود بخود پاک ہوجاتا ہی والا تعین اعتقاد ہمارا قبول کیے بغیر گریز نہین

اعتراض

اس بیت مین میانموصوف تحریف و تبدیل کیے ہین اس سے انکی غرض کیا
ہی معلوم نہوئی فاما یہ بیت بصحت مع چند بیت ما تقدم و ما تاخر منہا لکھی جاتی
ہی **نظم** ہے اول احدیت کہ لا تعین ہے مراتب ذات بحت لا معین ہے تعین
اول ہے وحدت سے عبارت ہے کہین جسکو محمدؐ کی حقیقت ہے تعین ثانی
یعنے واحدیت ہے یہان ہے جس ستی اعیان ثابت ہے تعین ثالث ہی ارواح
مجرد ہے عقول و نفس کہین جسکو مفرد ہے تعین رابعہ امثال ہی جان
کہین جس عالم برزخ بزرگان ہے تعین خامسہ ہی عالم اجسام ہے کہ ہی
عالم شہادت بھی اوسے نام ہے تعین سادسہ ہی عالم انسان ہے ہی اصغر
اور اکبر جس سے تبیان ہے تعین اول محمد کی حقیقت ہے محمدؐ کی حقیقت

سو ولایت ہے ولایت ذات مہدی جان الحق ہے مقید کوئی کہین اور بعضی
مطلق ہے ہو الآخر مراتب جیون کہ انسان ہے یہی خاتم ولایت کا سمجھ نشان۔

تصریح ۱

یہ بیت کہ ماخذ فی قولہ ہے اور ایک بیت دیگر معہ ابیات مذکورہ کے اسطرح پر بھی دیکھی گئی ہے ہے تعین اول ہی وحدت سے عبارت ہے تعین اول محمدؐ کی حقیقت اور بعد کتنے بیت کے ہے کہین جسکو محمدؐ کی حقیقت ہے محمدؐ کی حقیقت سو ولایت اگرچہ باعتبار صحت حضرت موصوف کے مصرع ثانی بیت ماسبق کا بجاے مصرع اولے بیت مابعد کے اور یہ بجای اوسکے واقع ہو لیکن اگر بغور تفحص فرمائین تو بہردو تقدیر حصول معنی کا بلافرق بالکلیہ ایک ہی طور پر متبادر ہین ہر ذی فہم صحیح و درست ہو بلکہ ہیچگونہ سقم بالمضمون والمعنے ویا ربط مصرعات مین ملحوظ و متصور ہو نہین سکتا یہ بیت اور ایک بیت نظم دیگر سے کہ دلیل بر اثبات مرتبہ مطلوب ہی کے لیے موضوع و سرآمد دلائل ہین بطور اختصار کے بس کیا فی الموقع بعوض تحریف و تبدیل کے جو ہر آئینہ مورث برآمد غرض ہو باعتبار نظم ہونے ذی غرضی حضرت مرحوم کی نزدیک انکے بمصداق اس تقریر کے کہ اس سے

انکی غرض کیا ہی معلوم ہنوئی مقیس یا الایجاد موجد علی الحقیقت ہذہ التحریر و یا بالسہو کتابت جائز و سزاوار ہی اور گمان تحریف و تبدیل کا تحکما سراسر خلاف مین حدیث ظن المومنین خیرا کے سرزد ہی —

اعتراض

ان ابیات سے یہ حاصل ہوتا ہی کہ تعین اول حقیقت محمدی مرتبہ وحدت ہی اور تعین اول حقیقت محمدی ولایت محمدی ذات مہدی موعود سے پس یہ دونون مضمونکو آپسمین مخالف کہین یا مرتبہ وحدت کو حادث کیونکہ میان موصوف خود لکھتے ہین کہ خاتمین اپنی ذات و صفات سی اشرف المخلوقات ہین —

تصریح ۲

ابیات مذکورہ بیان مراتب تنزلات مین کہ فی الاصطلاح صوفیہ حضرات ستہ سے معبر ہین موضوع ہین اور حاصل انکا بیان ہر ایک مراتب ششگانہ ہی سے مقرر ہی فنا تعین اول مرتبہ وحدت ہی کہ اسہی وحدت کو حقیقت محمدی اور ولایت وغیرہا سے کہتے ہین علی الترتیب مراتب مذکورہ کے ساتھ بیان ہو کر مکررا بطور تاکید کے ہمین ہی اس سی یہ حاصل ہوتا ہی

کہ مضمون ہر چند دو نہین جو مستوجب بالمخالف و یا مرتبہ وحدت کو حادث
کہنے کے ہو وے کہ یہ بات مثبت بالاثنینیت ہوتی ہی بلکہ واحد محض
بالمضمون اولی ہی سکے ہی یعنے تعین اول و حقیقت محمدی اور ولایت
وغیرہا مانند انکے مترادف بالمعنی اسہی مرتبہ وحدت کے اسما ہین اور
مراد ناظم رح کی ذات مہدی موعود سے فقط صورت معلومہ فی العلم الٰہیہ
کہ اس مرتبہ وحدت مین شیون ذاتیہ رکھتے ہین بلا قیاس وجود فی الخارج
کے کہ مرتبہ خارج مین خاتمین اشرف المخلوقات بالاتفاق صحیح الاعتقاد
ہین مستند برعین وحدت یعنے وحدت ہی کے ہی محمول بر حدوث
عدیم الاستناد اور قدیم و ازلی ہی متحقق ہی —

اعتراض

ہم رکھتے ہین ایسا نہین بلکہ ہر دو کلام جناب ناظم رح آپسمین موافقت
تامہ رکھتے ہین یعنے پہلا تعین اول مذکور کہ مرتبہ وحدت ہی صورت
علمیہ الٰہیہ ہی کہ معلوم اول ہی اسکو تعین اول حقیقت محمدی بطریق اصطلاح
و مجاز نام ہین اسلیے کہ علم الٰہی مین ہر چند مدارج و مراتب نہین دوسرا
تعین اول مذکور کہ مرتبہ ارواح مین ہی حقیقتاً تعین اول و حقیقت محمدی

یہی ہے کہ اسکی صورت علمیہ آلہیہ کو اسکے نام سے موسوم کیے ہین جیسا
صورت علمیہ کاتب کو نقطہ الف با وغیرہ کہتے ہین اگرچہ فی الحقیقت
نقطہ طرف الخط ہے اور الف ایک خط مستقیم ویسا ہی مولانا جامی رحمۃ اللہ
علیہ شواہد النبوۃ اور نصوص مین اور مولانا محمد جیلانی مفاتیح الاعجاز
مین اسکو تشبیہ مجاز لکھے ہین بلکہ کل صوفیہ کرام رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ ہے
اسکا بیان آگے مفصل آئیگا انشاء اللہ تعالی ۔

تصریح ۳

خلاصہ کلام جناب ناظم رح کا تو اوپر واحد ثابت ہو چکا پھر تلاش موافقت
کی تکلف سے خالی نہین خیر و اسلام اور تعین اول حقیقت محمدی وغیرہ
ذلک حقیقتاً مرتبہ وحدت ہی کے اسماء ہین جو ان اسمار کو مجازاً بھی مجاز
کہنے مین بالحقیقت کچھہ تمسک نہین کیونکہ حقیقت امر متاصل و اصل شیٔ
ہی کا نام ہے اور مجاز ضد اسکا کہ غیر حقیقی پر مستعمل اور وجود اسکا بعد وجود
حقیقت کے متحقق ہے پس حقیقت مقدم ہے اوپر مجاز کے جیسا کہ علم مقدم
ہے اوپر معلومات خارجیہ اور اجمال مقدم ہے اوپر تفصیل کے کہ تقدم
مراتبی و وجودی ہین نہ زمانی اگرچہ بہ نسبت ذات و علم آلہی کے

ملحوظ ہوون ولیکن باعتبار تنزل و ظہور فی الخارج کے ضرور اور مستحسن ہین پس اگر حقیقت محمدی کو مرتبہ وحدت مین کہ مرتبہ علمی و اجمالی ہی مجازاً اور مرتبہ ارواح مین کہ مرتبہ خارجی و تفصیلی ہے حقیقتاً فرض کرین تو مستلزم تبدیلات امورِ محال و ممتنع الوجود ساتھ ممکن وما بہ الموجودیت کے اور بطلان اتفاق جمہور کا متصور ہوتا ہی یعنے حقیقت اور علم اور اجمال جو مقدم اوپر مجاز اور معلومات خارجیہ اور تفصیل کے ہین سو بالعکس اسکے مجاز اور معلومات خارجیہ اور تفصیل کو مسبوق بہ حقیقت اور علم و اجمال کے کہ سبب التزام جہل بہ نسبت ذات جو بدیہ الامتناع و محال ہی لازم کرنا ہوتا ہے اسیطرح صورت علمیہ حروف تہجی فی العلم کاتب کے کہ سہاد انکے مرتبہ علمی مین حقیقتاً جائز و سزاوار ہین و نیز حقیقت سے مراد بالاختصاص صورت معلومیہ فی العلم الٰہی ثابت ہی کہ حقایق الاشیاء ثابتۃ۔ اسہی پر استناد ہی اور مرتبہ ارواح کا متعلق ساتھ والعالم حادث کے ہی بر تقدیر فرض کرنے حقیقت محمدی مرتبہ ارواح سے تبدل ثابت کا ساتھ حادث کے کہ محال اور خلاف اعتقاد سنت جماعت کے ہے لازم

حاشیہ: من لوایح۔ حقیقت ہر شی تعین وجود است در حضرت علم باعتبار شانے کہ آن شی مظہر اوست یا خود وجود متعین بہان شان در حضرت

ہوتا ہی۔ و معہذا باعتبار عروج کے ذات آنحضرت منافی سیر فی اللہ و
عدیم الاتصال متصور ہوتی ہی اسیلئے کہ ہر ایک کو مراتب عروج مین رسیدگی
اپنی اصل یعنی حقیقت ہی تک ہی کہ عند الصوفیہ کل شئے یرجع الی اصلہ کی بالتخصیص
یہی معنی صادق ہی پس باعتبار حقیقت محمدی مرتبہ ارواح مین فرض ہونیکے سیر
آنحضرت کا اسی پر منتہی ہو اگزیر نہین کہ وصل و سیر فی اللہ ہو سکے معاذ اللہ
یہ عقیدہ فاسد و باطل حقیقت مین اصول فرقہ وہابیہ جو ہر طرح کاسنگی رتبہ
سرور کائنات صلعم اسی اصل کی شاخ ہی۔ علاوہ برین لفظ حقیقت کا کہ ضد
مجاز ہی مجازاً ابر محل مجاز دور از لیاقت اور کمال بے ربطی کے ساتھ مترتب
ہوتا ہی لہذا عقیدۂ صوفیہ حقیقت محمدی مرتبہ ارواح مین حقیقتاً ہونیکے
سیئے بے ملاحظہ کتب واقوال وغیرہا کے دور از قیاس اظہر من الشمس ہی بلکہ
عبارات شواہد النبوۃ و نصوص اور مفاتیح الاعجاز وغیرہا بخلاف بیان
اِنکے قدم حقیقت محمدی پر دلیل ہوتے ہین انشاء اللہ تعالی آگے
ملاحظہ ہونگے۔

اعتراض

یہ بیت بھی مع چند ابیات اولین و آخرین لکھی جاتی ہی۔ نظم

یہی گفتار عالم مین شہری ہے + ثمر اول ہی اور آخر شجر ہی + نبوت غنچہ ولایت تخم
ہی ان + محمدؐ کی ولایت کا ہی یہہ شان + کہا جو حق تعالے کنت کنزاً +
ولایت مصطفے کا ہی بلا ظن + ہی ان اعرف ولایت کا خلاصہ + ولایت
کا خلاصہ آپ خاصہ + جو کرنے تخم ولایت دیکہہ آیات + کیا حق مہدی
موعود کی ذات + یہان جناب ناظم رح کی غرض بیان حدیث قدسی
کنت کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اعرف فخلقت الخلق لکی سے ہی نہ اتنی ہی
بات کہنے سے کہ کنز مخفی ولایت مصطفے ہی چنانچہ ہی ان اعرف ولایت کا
خلاصہ کرکے اشارہ بھی فرماتے ہین الغرض کنز مخفی اگر ذات بحت
صرف کرین وہان اطلاق اسمِ ولایت مصطفی بالاتفاق ناروا اور زندیقیت
ہی اگر کنز مخفی مرتبہ وحدت فرض کرین بمطابق میان موصوف کی سمجہہ
کے کہ اول ما خلق اللہ نوری سے اسی کی مراد لیتے ہین کیونکر درست
ہوسکتی ہی جبکہ کنز مخفی مرتبہ وحدت ہوا تو خلق جو حدیث مین مذکور
ہی اسکے سوا ہونا ضرور ہے پس نور محمدی مخلوق اول ثابت ہوچکا

تصریح ۱۴

نظم ہذا بیان کیفیتِ حدیث قدسی ”کنت کنزاً“ مین ثنا آخر موضوع ہے

ولیکن جبکہ مذکور جو سند بہ مراد لی گئی ہے بے شک بلا اشتراک امر دیگر کے
مرتبہ مطلوب ہی پر موید و مکتفی ہے ذاتی اصل مرتبہ وحدت حقیقۃ محمدی
ہونے کی نسبت جو ثبوت اسکا بالتفصیل اوپر ہو گیا ہے بلا مفر رو
فرض کئے جانیکے خود ہی ذات بحت کہ خواہ مخواہ جہتہ باطن وحدۃ ہے کنز مخفی
ثابت ہے اس صورت میں کنز مخفی ولایت مصطفیٰ ہونا صحیح الثبوت اور
عین توحید ہے بلکہ خلاف اسکا مرتکب زندقیت ہے اس لیے کہ جب خود
حضرت وحدت ہی حقیقت محمدی ثابت ہو تو جہت باطن اسکی سے یعنے
ولایت کہ ذات بحت کے سوا ثابت نہیں ولایت محمدی یعنی ولایت
مصطفیٰ نہو تو پھر کیا ہو گی اسی طرح وحدت سے یعنے وحدت اور ذات
بحت باعتبار تفہیم کے متغایر ہیں ورنہ فی نفس الامر ذات احدی ہی
اس صورت میں وحدت بھی ولایت مصطفیٰ ہونا ہرچند دراصل حقیقت
اور خلاف توحید کے نہیں اور حدیث اول ما خلق اللہ نوری سے
حقیقت محمدی سے یعنے وحدت مراد ہونا اسطرح ثابت ہوتا ہے کہ اعتبارات
اربعہ وحدت سے نور خود وحدت ہے جو اسی نسبت سے وحدت کو
نور محمدی بھی کہتے ہیں اور لفظ خلق کا جو واقع فی الحدیث ہے البتہ

۱ مرتبہ ذات بحت و غیب ہویت کہ اسکو مرتبہ میں شیونات ذاتیہ صلا و علما و عینیا ایک دوسرا سے ممتاز نہیں اور اسکو مرتبہ غیب اول و تعین اول بھی کہتے وہاں اطلاق ولایت مصطفیٰ جائز ہے

وحدت کو ولایت مصطفیٰ کہنے حقیق نہیں ہے الزامی تو وہ کہا کی دلیل میں ایسے ہوتے دعوی ہے دلیل کما ام اتم ہی جو ن چاہی تھی

مقام مین بمعنے حضور اور ظہور و تقدیر کے مورد و مستعمل ہی یعنے ذات

وحدت خود از خود بر خود ظاہر و روشن ہونیکی نسبت مشار بنور ہی

پس یہان خلق ساتہ معنی ظہور کے بطور نور ساتھہ معنی مُظہر کے مقتبس صحیح

بالسند ہی اور علم معلومات کا اجمالاً بلا تفصیل کے مفصل حاضر ہونیکی نسبت

معنی خلق کا تقدیر مربوط و مناسب ساتھہ اس مرتبہ کے ہوتا ہے کیونکہ

تقدیر ساتہ تفصیل کے ارتباط معنوی رکھتا ہی اس صورت مین نور محمدی

و حقیقت محمدی قدیم و ازلی ثابت بالصحت ہی اور خلق کہ مذکور فی الحدیث

ہے دوسرا ہونا عدیم الامکان اور غیر ضرر رہوا اور بھی دلائل اثبات

کی کہ خلق بمعنی حضور و ظہور و تقدیر کے مستعمل ہونا صحیح بالاتفاق ہے

انشاء اللہ تعالی آگے ملاحظہ ہونگے ۔

قولہ

سلہ

قلم اول حضرت حق جلت عظمتہ اپنے ذات و صفات کے ساتھہ

قدیم و ازلی ہی فقط اور حضرت محمدین خاتمین علیہما السلام بنا بر صلیکہ

سلہ

بعد اوس سوال و جواب کے جو بوساطت جیون خان و خواجہ زادہ میان فیما بین جنابین موصوفین کے مرقوم ہین بالمشافہ رد و قدح و تقریر لسانی ہوکر آخر الامر با قرار و استرضاء جانبین بمراد تصفیہ قطعیہ محضر مشتمل بر پنج قلم حضرت مرحوم سے تحریر ہوا ہے اوس سے قلم اول یہ ہی اور سوائے اسکے چہار قلم آگے آئینگے ۔

اگرچہ خلق بمعنی ظہور و حضور بھی مستعمل ہے مگر اس مقام پر ... الا لیعبدون ... برہان قطعی ہے

احد در میم احمد گشست ظاہر ہا یعنی احد کہ اسم ذات است با عتبار انتفاء تعدد
اسماء وصفات ونسبت واعتبارات وتعینات در میم احمد کہ تعین محمدی است
چہ امتیاز احمد از احد بہ میم است کہ عبارت از تعین بحت ظاہر گشتہ نظر
بہ تعین وتشخص محسوس تہنا محکوم علیہ حدوث اور اشرف المخلوقات ہین ۔

اعتراض

تعلم اول کا فساد یہ دلیل یعنی احد در میم احمد گشست ظاہر میاں موصوف
کے خاص عبارت کی مخالفت پر ہی کیونکہ اسکے شارح صاحب مفاتیح
فرماتے ہین احد کہ اسم ذات ہو بے اعتبار تعدد واسماء وصفات ونسبتون
یا اور کسی طرح کے اعتبارات وتعینات کے سو میم احمد مین کہ تعین محمدی
ہی ظاہر ہوا چنانچہ اسپر اشارہ کرتے ہین چہ امتیاز احمد از احد بمیم است
کہ عبارت از تعین بحت یہ وہ تعین ہی کہ جسکو عقل کل وروح اعظم وغیرہ
نام ہین اور چہل مراتب سے پہلا مرتبہ ہی کہ تعین اول حقیقی ہی اس سبب
دلیل میاں موصوف بعد ظاہر گشتہ کے چھوڑ دے سو عبارت ہی وہ یہ ہی چہ مظہر
حقیقی احد حقیقت احمد است وباقی مراتب موجودات مظہر حقیقت محمدی
اند پس لفظ باقی دلیل اس امر پر ہی کہ جو حقیقت کہ مظہر حقیقی احد ہے

داخل موجودات ہی۔

تصریح ۵

فساد کہ وجود اسکا موقوف اوپر حسد اور عناد کے ہی بہ نسبت قلم اول کے
کہ بنا اسکی بر رفع اختلاف مشتمل و مربوط بہ یگانگی و اتحاد کے ہی بعید از قیاس
ہر ذی قیاس ہی پس مصرعۂ مدلل بعبارت خاص موافقت تامہ ہی رکھتا ہی
غور کیجے کہ خلاصہ اس شرح اور مصرع یعنے احد در میم احمدؐ گشت ظاہر کا
اسطرح پر مستند ہی کہ احد باعتبار ہونے کوئی تعدد و تعین اسماء و صفات
اور نسبت و اعتبارات وغیرہ کے اسم ذات ہی میم احمد مین یعنی تعین اول
مین کہ جسکو حقیقت محمدیؐ اور وحدت کہتے ہین ظاہر ہوا اور چہ امتیاز
احمد از احد بہ میم است کہ عبارت از تعین است۔ اشارت اسبات پر
ہی کہ تمیز حقیقت محمدیؐ یعنے وحدت کے ساتھہ احد یعنی احدیت کے
بہ میم یعنی تعین ہی سے ہی کہ باعتبار ہونے اس تعین کے احدیت اور وحدت
فقط ایک ذات مطلق ہی یہ وہ تعین نہین جو حضرت موصوف نے مراتب
ممکنات چہلگانہ سے پہلا تعین سمجھے ہین بلکہ یہ عبارت (چہ مظہر حقیقی
احد حقیقت احمد است و باقی مراتب موجودات مظہر حقیقت محمدیؐ اند) اس

تعین کے تعین اول اور حقیقت محمدی وحدت ہی ہر کہ پہلا تعین تنزل کا
ہی دلیل صادق ہی یعنی مظہر حقیقی احد کا تو حقیقت محمدی ہی اور باقی مراتب
موجودات مظہر حقیقت محمدیؐ کی ہین اس سے یہ مراد ہی کہ وحدت یعنی حقیقت محمدی
بلاشائبہ حدوث کے جمیع مراتب موجودات علمی اور خارجی مین ساری و مظہر ہی
چنانچہ یہ آیات قرآن۔ وھو بکل شئی محیط اور وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اور بھی مانند
انکے اسکی تعریف مین وارد ہین اسی نسبت سے باقی مراتب موجودات مظہر حقیقت
محمدی کی ہین فاما لفظ باقی اس قرینہ پر البتہ دلیل اسبات کی ہی کہ مظہر حقیقی احد بہ نسبت
شمول تنزل بر مراتب علمی موجودات خارجی داخل مراتب تنزلات کی ہی نہ داخل مراتب موجودات ممکنہ کی

اعتراض

اور یہ عبارت بھی اسپر دلیل ہی کہ صاحب مفاتیح اس مصرعہ کے بعد کی
بیت کی شرح مین فرماتے ہین۔ ز احمد تا احد یک میم فرق است
جہانی اندران یک میم غرق است۔ و حرف میم در عدد چہل است
و مراتب موجودات اگرچہ از روے جزویت لاتنحصر اند فاما از روے
کلیتہ ہم چہل است۔ پس مراتب موجودات سے ہر دو جاے پر صاحب
مفاتیح کی غرض مراتب ممکنہ کی ہی اس سے حقیقت محمدی بھی ممکن ہوئی

نہ واجب - چہ مظہر حقیقی احد حقیقت احمد است الخ - سے صاف یہی مضمون
ثابت ہی وگرنہ شئی واحد خود ظاہر خود مظہر ہونا پڑیگا یہہ باطل ہی چنانچہ یہ
بات لفظ حقیقی سے ظاہر ہی -

تصحیح

یہہ بیت - نہ احمد تا احد یک میم فرق است ہی جہانے اندران یک میم
غرق است - اور شرح اسکی بھی - کہ حرف میم در عدد چہل است و مراتب
موجودات اگرچہ از روے جزویہ لاینحصر اند فاما از روئے کلیہ ہم
چہل است جسمین اتنی عبارت حضرت موصوف نے ترک کی ہی - و مجموعہ
این چہل مرتبہ کلی مجملا مظہر حقیقت محمدی اند - صاف اور بے غبار اسبات
پر دلیل روشن ہی کہ باعتبار تنزل و ترتیب کے مظہر احد کا وحدت
اور وحدت کا واحدیت کہ جسکو الوہیت اور تعین ثانی اور برزخ ثانی
وحقیقت انسانی وغیرہا کہتے ہین - صحیح الترتیب ثابت و متحقق ہی اور یہہ
جملہ - و مجموعہ این چہل مرتبہ کلی مجملا مظہر حقیقت محمدی اند - بیان صدر
ہی پر مقتضی اور موید ہی کیونکہ یہہ بیت بعد بیان تعین اول کے بیان
تعین ثانی مین موضوع ہی اب یہان میم سے مراد صرف تعین ثانی ہی

ثابت ہی کہ برزخ اور جامع ہی بین الوجوب و الامکان سے یعنی اسمارآلہی کو ین
سکے کہ عبارت ہی واجب الوجود و ظاہر الوجود اور ممکن الوجود و ظاہر علم کر
اور اسمارآلہی مشروطی ہو کر بحز ظہور نہین رہ سکتے ہین مگر ساتھہ مظہر کے
خواہ علماً ہو خواہ خارجاً کہ خارج مدون علم کے عدیم الامکان ہی پس
اعیان مراتب موجودات علمی ازروے جزئیہ تو لاتحصیٰ ہین ولیکن باعتبار
کلیتہ چہل ہین اور مجموعہ ان چہلگانہ کا حقیقت انسانی مظہر حقیقت محمدی
ہی متحقق ہی جو یہہ سب کے سب اسہی سے ناشی ہین جیسا کہ حرف میم کہ محمد ہی
چہل عدد ہی اس صورت مین ہر دو جا سے غرض صاحب مفاتیح کی مراتب
موجودات سے فقط مراتب علمی ہی ظاہر بنا در ہی اس سے حقیقتہ
محمدی واجب ہوئی نہ ممکن اور سے چہ مظہر حقیقی احد حقیقت احمد است
الخ سے صاف یہی مضمون ثابت ہوتا ہی کہ مظہر حقیقی احد کا حقیقت محمدیہ
یعنی وحدت ہی مستندی مصداق بیان حقیقت احمد کے اسلیے کہ اطلاق
لفظ حقیقت کا سواے اس مرتبہ کے مراتب خارجی مین نارو اور بدیہی البطلان
ہوتا ہی کہ بیان اسکا تصریح سوم مین گزرچکا اور خاتمہ کتاب مین باثبات
شہادات علما محققین معاینہ ہوگا پس شی واحد کا خود ظاہر اور خود مظہر ہونا

تو یہان ہرچند ثابت نہین ہوتا اسیلئے کہ باعتبار تنزل کے مراتب مذکورہ
ہرایک مظہر ایک دوسرے کا نظر ہے اور جو اگر ہو بھی تو عین حق ہی بلکہ بطلان
اسکا باطل ہی بلکہ مرتبہ وحدت مین ذات خود ظاہر اور خود مظہر ہے

قولہ

قلم دوم جب ذات احدیہ مقام کنت کنزاً سے جو کتمان صرف ہی
عبور کرچکی متعین بہ تعین اول ہوی بمضمون اول ماتعین بہ الذات
العلم یہ مرتبہ علم اجمالی ہی اور اسکو قابلیت محضہ کہتے ہین کہ ہنوز صفات
الٰہیہ اور علم و عالم و معلوم آپس مین ایک دوسرے سے ممتاز نہین اور
یہہ حقیقت بنابر اختلاف صفات موسوم باسمای کثیرہ جیسے نور محمدؐ اور
روح محمدؐ حقیقت محمدؐ اور ولایت محمدؐ جوہر اول اور عقل کل وغیرہ ذلک
الی غیر النہایہ ظاہر ہی کہ کثرت اسماء بنا بہ شعر شاہ یکی غلام صد + بادہ
یکی و جام صد۔ ذات سے کی صفت بسے خاص یکی و عام صد + نام سے کے
اگر یکی صد بود ای عزیز من + صد نبود حقیقتش یک بود بنام صد مستلزم
تکثر ذات نہین پس اس تقریر سے صاف معلوم ہوا کہ یہہ سب اسمای نفس
مسمٰی کا حکم رکہتے ہین۔

اعتراض

یہہ تحریر میان موصوف کی ازبس محل اعجاز مین ہی کہ اوپر خود لکھتے ہین یہہ مرتبہ علم اجمالی ہی واہ کیا خوب علم خود ایک صفت ہی کہ اسکے قیام کو ایک ذات چاہیئے سو آپ صفت کو پھر صفت پیدا کر دیے کہ قیام صفت صفت سے ہونا لازم آیا یہہ سب جہان کے عقلمندون کے نزدیک ممنوع ہی بلکہ اہل مکاشفہ جو لکھتے ہین بحسب اختلاف صفات تعین اول کو عقل کل روح محمدی نور محمدی وغیرہ نام ہوتے ہین تو وہ تعین اول کی حقیقتاً حقیقت محمدی وہی ہی اول مرتبہ مراتب ممکنہ سے عالم ارواح کا ہی یعنی نور محمدی مطابق علم الٰہی جب پیدا ہوا بحسب حصول صفات اسکو اسما متعددہ بھی ہوئے چنانچہ کثرۃ مکتوبہ میان موصوف بھی اسی پر دال ہی

تصریح

یہہ تحریر بلا ظن و تخمین کے لاریب اعجاز ہی باعتبار معنی لغوی و حقیقی لفظ اعجاز کے یعنی تفہیم حضرت موصوف کے کیونکہ یہہ مرتبہ علم اجمالی کہ تعین اول ہی بالاجمال صفت کے عین ذات یعنی صرف ذات وحدت ہی ثابت ہی جو اسکو باعتبار وحدت کہتے ہین نہ صفت اور تعریف اسکی بالاتفاق

عندالاہل مکاشفہ کے اسطرحپر مستند ہی کہ ذات بذات خود اپنے کو اپنے مین
پائی ہی نہ ساتہہ قید علم کے کہ صفت اسکی ہی اسیلیے کہ کمالیت اور وصف
علم محکوم علیہ صفت کا ساتہہ احاطہ معلوم کے ہی پس کمالیت ذات کی
لانہایت ہی کہ احاطہ علم مین آ نہین سکتی اگر آدے تو لانہایت نہودے
اگرچہ علم کہ صفت اسکی لانہایت ہی مگر ساتہہ مرتبہ تنزلات کے نہ ساتہہ مرتبہ
تقدسیت کے برین تقدیر اس مرتبہ علم اجمالی کا صفت ہونا ثابت نہین
کہ قیام صفت صفت سے لازم ہوگا ولیکن بخاطر حضرت موصوف جو
اگر صفت ہی فرض کیجائے تو قیام صفت صفت سے ہر چند ممنوع ہو دو
ازعقل و اتفاق ہمہ ثابت نہین بلکہ قیام صفت کو جیسا کہ ایک ذات
چاہیے اسی طرح صفت بہی امر ضروری مدنظر ہر ذی نظر ہی اسیلیے کہ عند الصوفیہ
سب صفات امہات صفات سے معتبر ہین کہ قیام جمیع صفات کا انہین پر
موقوف و منحصر ہی اور لفظ اجمال و امہات دلیل ظاہر ہین قیام صفت صفت
سے ہونے پر یعنی قیام تفصیل باجمال و دیگر صفات ناشیہ باجہات
کے کہ امتناع اسکا امتناع ظہور کائنات پر دلیل کرتا ہی چنانچہ خالقی و
رزاقی و کریمی و غفاری و قہاری وغیر ذلک الی غیر النہایہ کہ انکے قیام کو

جیسا کہ ایک ذات چاہیئے صفت ارادہ و قدرت بھی امر لازمی و مابہ الاحتیاج
لظہور صفاتہ از بس ضرور ہی کیونکہ جب تک ذات کو قدرت اور ارادہ
نہو تو صفات مذکورہ سے کسی صفت کا کچھہ ظہور و اثر متصور نہوگا بلکہ بخلاف
ہماس حضرت موصوف کے عند الاہل مکاشفہ یہی حقیقت مطلقہ و تعین اول
باعتبار اختلاف صفات اسماہای کثیرہ مذکورہ سے مسمّی ہی کہ کثرت ان
اسمار کی موجب تکثر ذات ہو نہین سکتی مثلاً علم کہ مطلق موضوع بر ذات
ہی باعتبار دانست امور جدا گانہ خود بنفس دانست ہی موسوم باسمار
کثیرہ سے علانیہ ظاہر ہی چنانچہ علم صرف ۔ و علم نحو ۔ و علم منطق ۔ و علم فقہ
و علم تفسیر ۔ و علم ہندسہ ۔ و علم ہئیت وغیرہ کہ یہ کثرت اسمار مذکورہ موجب
کثرت نفس دانست ہرچند متصور نہین چنانچہ شارح جام جہان نما آئینہ حقائق نما
مین لکھتے ہین (اول تعین کہ از لا تعین ظاہر گشت وحدت حقیقی است
کہ اسقاط و اثبات ہر دو صفت ذاتی اوست بطریق جملہ کلی جامع جمیع
مراتب و تعینات است این وحدت را باسمار مختلف ذکر کردہ اند چنانچہ
عقل اول ۔ و عقل کل ۔ و قلم اعلی ۔ و روح اعظم ۔ و تعین اول ۔ و تجلی اول
و حقیقت محمدی انتہا) بخلاف اوس تعین اول خارجی کے کہ حقیقتاً حقیقت

مخدوش ہونا اوسکا بدیہہ البطلان ہی جو بحث اسکی بہ سبب اوپر تصریح سوم مین ہو جانے انکے اعادہ سے مستغنی ہی

اعتراض

میان موصوف مقام کنت کنزا کو اوپر گذرے ہوئے جواب مین ولایت بنا دیے ہین یہان تعین اول کو ولایت سے لکھے ہین ایسی سمجھہ پر دعوی مناظرہ کا ہی —

تصریح ۸

اطلاق ولایت کا مقام کنت کنزا اور تعین اول پر صحیح و درست ہونا تو تفصیلاً تصریح چہارم مین تحریر ہو گیا ہی میان مرتکب بخطا نہین اور دعوے مناظرہ کا بنظر تحریرات انکے عند المنصفین وحق پسند درست اور دلیل بہ دعوے ہی —

قولہ

قلم سیوم حدیث اول ما خلق اللہ العقل وکذا نوری وروحی مین اور حدیث ان اللہ خلق الخلق فی ظلمۃ مین لفظ خلق اور حدیث کنت کنزا مین کلمہ خلقت جو واقع ہی بیشک معنی سے ظہور وحضور اور صدور وتقدیر کے

آیا ہی نہ بمعنی تخلیق کہ مستلزم امر ایجادی ہی حالانکہ تقدیر سابق بر ایجاد ہی والا مقام تقدیر کونسا محسوب ہوگا اور ایجاد و تقدیر مین کسطرح فرق کیا جائیگا علاوہ علم اجمالی آلہی مین مداخلت امور خارجیہ محال و باطل ہی بالاتفاق

اعتراض

میان موصوف کے اس معنی قیاسی کا ابطال انشاء اللہ تعالی آیندہ قریب برخوردار سید عبد الکریم مد اللہ عمرہ کی اس تحریر سے کہ میان مذکور کی رد مین لکہا ہی اور فقیر کے اوس جواب سے کہ سید بنیاد صاحب کے سوال پر لکہا ہی ظاہر ہوگا بہرکیف میان موصوف کو علوم عربیہ مین بالکلیہ درک نہین اگر تہوڑا صرف و نحو بھی جانتے ایسا معنی نہ کرتے۔

تصریح ۹

معنی لفظ خلق جو مستطر قلم سیوم ہی قیاسی نہین بلکہ سندی تحقیقی ہی اور ثبوت اسکا بالاجمال تصریح چہارم مین کیا گیا ہی انشاء اللہ تعالے آیندہ بہی کئی تصریح مین بخوبی مفصلاً ملاحظہ ہوگا۔ بہرکیف اسپر بھی یہہ شعر بہ نسبت اسکے مناسب حال پیش نظر ہی شعر ہرچہ در طبع تو ناید راست + تو ندانستہ مگو کہ خطا است۔

قولہ

قلم چہارم کبھی حضرت وحدۃ سے تعبیر بہ برزخ جامع بین الوجوب
والامکان کرتے ہین اور کبھی جہتین ولایت ونبوت کے سات غرض
بحقیقتہ وہی ایک حقیقت کے اوصاف ہین بعبارات مختلفہ پس اس
صورت مین لازم نہین کہ حضرت وحدت بنا بر برزخیت ممکن ہوجاے
اور جوہر اول حکم نبوت مین یعنے حادث یقین ہی کہ اس مسئلہ کو ایک
ادنی مثال محسوسی سے پہچان سکو گے مثلاً دریا کہ برزخ جامع ہی میان
صفائی قدیم اور حباب اور امواج حادث پس سریان اسکا تعین حباب وامواج
مین مستلزم حدوث نہین چونکہ آب دریا جو متعین بتعین حبابی ہی اپنی صرافت
ذاتی پر کہ آب صافی ہی باقی ہی غایتش عین دریا ہے قدیم ہی اور حدوث
خواہ معنی سے نو پیدگی کے ہو یا سبقت عدمی کی اصلا اسپر صحیح وصادق
نہین آتا بلکہ یہ لازم تعین حبابی ہی کہ نو پیدا اور مسبوق بالعدم ہی قیاس
برین جوہر اول کا سریان مظاہر نبوت مین مستلزم حدوث جوہر اول
نہین چونکہ اپنی صرافت ذاتی پر کہ وجود علمی سے عبارت ہی قایم و
باقی ہی نہایت اسکا نو پیدگی اور سبقت عدمی کو اسکے سراوقات قدسی

تک رسائی نہین اصلا بلکہ لازم تعین مظاہری والا خروج اس حقیقت مرتبہ علمی سے اور تحقق اسکا ساتھہ وجود عینی کے ضرور ہوتا ہی وہو ایضا باطل بالاتفاق

اعتراض

میان موصوف کے اس سمجھہ کا ابطال اوپر قریب گزرے ہوئے حاشیہ مین معلوم ہو چکا حاجت اعادت نہین آیندہ بھی اسکا فساد مذکور ہوگا بدلایل سا طعہ ۔

تصریح ۱

یہ سمجھہ باعتبار خلاف ما فی الضمیر ہونے حضرت موصوف کے نزدیک اُنکے باطل ہو و لیکن باتفاق جمہور سلف و خلف اہل کشف و تحقیق کے حق اور مستوجب بالاعتقاد ہی کہ اثبات اسکا تصریحات ماسبق مین ہوا بھی ہے اور آیندہ برموقع کیا جائیگا ۔ انشاء اللہ تعالی ۔

اعتراض

بندگی میان سید قاسم مجتہد گروہ رح تسویۃ الخاتمین مین فرماتے ہین کہ حسب مقصد الاقصی حدیث اول ما خلق اللہ نوری اور حدیث اول ما خلق اللہ روحی کے بیان مین لکھے ہین جوہر اول کہ روح محمدی ہی دو وجہ سے یعنے دو رخ

رکھتا ہے جس رخ سے کہ جوہر اول اللہ تعالی سے فیض لیتا ہی اس رخ
کو ولایت کہتے ہین یعنے ولایت محمدی اور جس رخ سے عالم کو فیض
پہنچاتا ہی اوس رخ کو نبوت کہتے ہین پس یہ ہر دو مقام یعنے ولایت اور
نبوت یک ذات کے ہین یعنے جوہر اول کی انتہا اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ جوہر اول نہ اللہ تعالے کے ذات کا نام ہی نہ اسکی کسی صفت کا بلکہ
جوہر اول یک مخلوق اول ہی کہ اللہ تعالے سے فیض لینا اور خلق کو پہنچانا
اسکا کام ہی اسلیے کہ نبوت کہ صفت جوہر اول ہی اور حادث تو قیام اسکا
بر تقدیر وجوب جوہر اول جوہر اول کے ساتھ بالقطع ممنوع ہی دگر نہ ذات
واجب محل حوادث ہوگی اور جوہر اول جب ذات واجب مقرر ہوئی یا
ذات آلہی ہی یا اسکے سوائے اگر ذات آلہی ہی پس ذات آلہی محل حوادث
ہوئی اگر دوسری ذات ہی تو دو واجب مقرر ہوئے کیونکہ صفت کے
قیام کو یک ذات چاہیئے بیان اسکا آگے انکے جواب کے حاشیہ پر
آئے گا انشاء اللہ تعالی۔

تصریح ۱۱

عبارت ماخوذہ من مقصد الاقصی سے فی تسویۃ النحاتین صرف بیان احادیث

اول ما خلق اللہ نوری و روحی اور تعریف جوہر اول مین بلا ذکر و اثبات
حدوث سکے مترتب ہی اور سواسے اسکے مجتہد گردہ رح سنے جس مقام مین
کہ یہ عبارت لی ہے ذکر اسکے احداث کا ہنین اسیلیے اس سے یہ ثابت ہنیز
کہ یہ اسم سواسے اسمار ذات یا صفات آلہی سکے یک مخلوق اول ہی کا اسم
ہووسے بلکہ باتفاق ارباب کشف و شہود باعتبار تنزل سکے مرتبہ تعین
اول یعنے خود وحدت ہی ملقب بجوہر اول ہی چنانچہ ابراہیم شطاری رح شارح
جام جہان نما اپنی شرح مین لکھے ہین (چون ذات لاتعین بصورت تعین
ظہور کند اول تنزل اور اتعین اول و علم مطلق و وجود مطلق و وحدت حقیقی
و فلک ولایت المطلق و تجلی مطلق و رابطہ اول بین الظہور و البطون و حقیقت
محمدی و قابلیت اول و مقام او ادنے و برزخ البرازخ و برزخ کبریٰ و
احدیت الجمع خوانند) اور وجہ تسمیہ مین ان اسما کے لکھے ہین کہ (فلک
ولایت المطلق بنا بران خوانند تعین اول کہ جوہر اول است ظاہری دارد
و باطنی باطن اور اولایت مطلق خوانند ہنالک الولایت للہ الحق کنایت
ازین ولایت است و ظاہر اورا نبوت مطلق خوانند چراکہ او برزخ است
بین الوجوب الاحدیت و الواحدیت از مواجبت احدیت فیض اقدس

بواسطہ قبول میکند نامش ولایت مطلق است وبواجہت واحدیت فیض ہمقدس
اخذ کند وبخلق رساند نامش نبوت مطلق است وکنت نبیا وادم بین الماء
والطین اشارت بدین نبوت است انتہی) فاما نبوت کہ مقید وحادث ہے
قیام اسکا ساتھ جوہر اول کے قیام تعین بمتعین ہے نہ قیام صفت از ذات اسلیے
کہ حادث صفت واجب ہونا بالقطع ممنوع وعدیم الوجود علے العموم چون روز
روشن ہے پس امتناع قیام نبوت بجوہر اول اور ذات واجب مستوجب بالمحل
حوادث ہونا معدوم البثوت کالعدم ہے ورنہ قیام جمیع تعینات کا کہ وجود شایٔ
سے عبارت ہے ساتھ متعین یعنے ہستی مطلق وذات واجب کے کہ شاہد
فی الشہادة ہے موجب محل حوادث حضرت حق کا لازم ہوگا پس جوہر اول بلا
توہمات قیاسی چنان وچنین یعنے مستلزم وجوب یا ذات واجب محل
حوادث ہونیکے مرتبۂ وجوب اور قدیم ہی متحقق ہے اور ثبوت اس امر کا کہ قیام
صفت صفت سے منع نہین تصریح ہفتم مین گزر چکا۔

اعتراض

صفائی وتجسیم وتموج ایسے اوصاف دریا سے ہین کہ مانند حرکت وسکون
اجتماع انکا بسبب ضدیت یکدیگر محالات سے ہے اور برزخ حقیقی وہ تعبیری شئی کی

کہ دو شی مختلف الوصف یا ذات موجود۔ فی الحال سکے درمیان واقع ہو جیسا کہ جوہر اول کہ ذات واجب و ذات ممکن سکے درمیان بحیثیت استفاضہ و افاضہ مجعول ہی پس بیان موصوف کے مثال کو اوس سے کچھ مناسبت نہین۔

تصریح ۱۲

صفائی قدیم وصف ذاتی مار بلا امکان ضدیت سکے کہ ضد لازمہ امو جود ہی با وجود موجودیت حباب و امواج فی الان واحد دراز محالات موجود وباقی ہے اسیلیے کہ انتفا اسکا انتفار ذات مار پر مد نظر ہوتا ہے محال و باطل ہی اور دریا حقیقتا امر ثالث برزخ و جامع ہے بین الامور اثنا مختلف الاوصاف یعنے صفائی قدیم و حباب و امواج حادث سکے اسیطرح جوہر اول کہ قدیم و ازلی ہی بحیثیت استفاضہ و افاضہ بلا لحاظ مجعولیت سکے کہ مجعولیت لازمہ حدوث کا ہے برزخ و جامع ہی بین الوجوب والامکان یعنے ولایت دہنوۃ کے پس یہ مثال پاک از عوائد نقایص عبارت مذکورہ سے ایسی مناسبت تامہ رکھتی ہے کہ ادراک غیر مناسبتی بہ نسبت اسکے عدم لیاقت و فہمیدگی پر چون آفتاب و شب پر دلیل صریح ہی۔

اعتراض

اگر مظاہر نبوت سے مراد انبیا ہین تو نعوذ باللہ انبیا موصوف بصفت نبوت ہوئی
کیونکہ ظاہر ہر چند صفت مظہر ہوگا مثلاً آئینہ کہ مظہر شکل زید ہی شکل زید ہر چند
صفت آئینہ نہین مگر نمایندگی شکل صفت آئینہ ہے لاکن انبیا مظاہر نبوت روح
اعظم ہین کہ حقیقت محمدی ہی اور نبوت روح اعظم ذاتیات روح اعظم سے نہ عرضیات

تصریح ۱۲

انبیا باعتبار مراد مظاہر نبوت ہونیکے موصوف بصفت نبوت ہونا امور لازمی
بلا دخل معانی انتفائی سکے صحیح و ثابت ہی اسلیے کہ مرات علمی اور محل لازمی ہین بدون
اسکے کہ ظاہر صفت مظہر ہی ثابت ہی امکان گزیر نہین کہ ثبوت اسکا کسی مثال
محسوس کے ساتھہ پیش نظر ہی پس چونکہ مثال آئینہ مفروضی حضرت موصوف ہی
بتامل تمام اسی پر ملاحظہ فرمائے کہ خود نفس مرئیت جو مقید بقید نوعیہ ہی باعتبار
قابلیت شفافی و تاخذ عکس و نمایندگی کے گویا نبوۃ ہے ظاہر ہی اور مظاہر مرئیت مرات
یعنے تجلیات کا نچ بارہ چپیدہ بجاے انبیا مظاہر نبوۃ ہین پس مرئیت باعتبار
قابلیت شفافی و تاخذ عکس و نمایندگی صفت مرات یعنے مظہر تجلی کانچ کہ ذات
اسکی بدون اسکے ہر چند متصور نہین لامحالہ ثابت ہی کہ بہ نسبت انہین اوصاف
مذکورہ کے نام اس صفت کا مرئیت اور اسکے مظہر موصوف کا مرات ہوا

اسی طرح نبوۃ صفت مظاہر انبیا تو منتجا متحقق ہوا لکن یہ جملہ آخر حضرت موصوف
کا کہ انبیا مظاہر نبوۃ روح اعظم ہین تا اخر۔ بقول خود خود حضرت موصوف ہی
کے نزدیک انبیا موصوف بہ صفت نبوۃ ہونے پر دلیل اقراری ہے کیونکہ اولاً
یہ جملہ جزا شرطیہ اس دعوے اولی پر کہ۔ اگر مظاہر نبوۃ سے مراد ابنیا ہین تو
نعوذ باللہ منہا ابنیا موصوف بہ صفت نبوت ہوسے۔ مترتب ہوتا ہے اور ثانیاً
جب ظاہر ہر چند صفت مظہر ہو کہ یہ مسئلہ کلی پیش کردہ انکا ابنیا موصوف
بہ صفت نبوت ہونے پر دلیل قطعی ہے اب نظر اسکے قیاس حضرت موصوف
کو بر مثل اسبات سے کہ خود کردہ را علاجے نیست سواسے رجوع کے لاچاری ہے

اعتراض

جوہر اول اگر بفرض محال موجود علمی یعنے صورت مرتسمہ فی علم الصانع کہ علم و
عالم و معلوم ایکہی حکم مین ہین اسکا سریان مظاہر نبوۃ مین کہ مراد مصنوعات
سے ہے محال و ممنوع ہے کیونکہ معلوم یا علم صانع کا سریان مصنوعات مین ہر چند
ممکن نہین بلکہ مصنوع انند علم صانع ہے۔

تصریح ۱۴

جوہر اول بنا بر حکم وحدت کہ خود وحدت ہی ملقب بجوہر اول ہے اور موجود علمی

پس سریان اسکا مظاہر نبوۃ بلکہ کل مصنوعات مین بلا امکان امتناع کے بطریق
اولی ضرور و لابد ہے کیونکہ امتناع اسکا امتناع لا نہایتی حضرت وحدۃ پر کہ بہ
لا نہایتی خود ساری و منبسط و محیط ہر مصنوع ہی دلیل کرتا ہے اور خلا ہر مصنوع کا
لسرایت اسکے برمثل حکم الحکما کہ نزدیک انکے خلا محال ہے محال و ممنوع ہی اسلیے
کہ العیاذ باللہ اول حضرت وحدت جو مرتبہ وجوب ہی مستلزم حد و نہایت مقید
بہ قید تحدد کہ لوازم حوادث ہین مدنظر ہوتا ہے اور ثانی منافی وجود مصنوعات یعنی
وجود اشیا کہ فی الحقیقت غیر از تعینات سکے ثابت نہین متصور ہی یعنے ہرگاہ
سرایت متعین در تعین نہو تو وجود تعین معدوم و ممتنع الوجود ہوتا ہے ظاہر ہے
لہذا جوہر اول مظاہر نبوۃ بلکہ کل کائنات مین ساتھہ اطلاق و تقدمیت کے
ساری و محیط ہی اس صورت مین انکار سریان جوہر اول ایسا ہی جیسا مولانا جامی
رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ شرح لمعات مین تحریر فرماتے ہین (دانستہ شد کہ آنکس کہ
منع معیت ذاتی حق سبحانہ و انکار احاطہ و سریان او در جمیع موجودات کردہ است
بنا بر لزوم ملابسۂ وے مر قاذورات و اشیاء خسیسہ را از ان جہتہ است کہ وی ملابسہ
موجود بموجود بلکہ ملابسۂ جسم بجسم تعقل کردہ است و منشاء آن جز قصور عقل و قلت
تامل امری دیگر نیست ـ) ـ

اعتراض

یہ مضمون بیان موصوف کی بلاغت علمیہ اور نزاکت فہمیہ کی دلیل ہے میاں موصوف کی نظر مین اتنا بھی نہ آیا کہ کوئی صانع اپنی صورت علمیہ کے مطابق یک شی بنایا تو کیا اسکی صورت علمیہ ہی مجسم ہوکر نکل آتی ہی اگر ایسا ہو تو کوئی صانع دو شی اسپنے علمی صورت سے مطابق بنا نہ سکیگا اور کوئی کاتب ایک حرف کو دوبارہ لکھہ نسکیگا۔

تصریح ۱۵

یہ مضمون شاید حضرت موصوف کے ذہن نشین ہوا اور مشکلات سے مدنظر رہا جو بلاغت علمی اور نزاکت فہمی کیطرف خیال فرمائے اور یہ معنی مفہومی حضرت موصوف کا کہ صورت علمیہ صانع کی مجسم ہوکر نکل آتی ہے بالکل بعید از مضمون علانیہ ظاہر ہی بلکہ یہ مضمون مسئلہ شرط و جزا پر مترتب ہی اور حاصل اس مضمون کا توضیحاً یہ ہی کہ اگر جوہر اول بہ نظر اعتبار سرایت فی المظاہر مظاہر کے ساتھہ حادث ہو تو کہ ثبوت اسکا مرتبہ علمی ہی مین ساتھہ قدم و اطلاقیت کے متحقق ہی اور خروج اسکا مرتبہ علمی سے اور تحقق اسکا ساتھہ وجود عینی کے محال و باطل ہی ضرور ہوتا ہی یعنی جیسا کہ خروج اسکا مرتبہ علمی سے اور تحقق اسکا ساتھہ وجود عینی کے محال و

باطل ہی باالاتفاق علی ہذا حدوث اسکا باطل ہی باالاتفاق۔

قولہ

قلم پنجم کلمات انا اللہ رب العالمین و من رانی فقد راہ الحق و انا الولایۃ و ما اشبہ ذلک جو زبان مخبر صادق جناب خاتمین ؑ سے شرف صدور پاسے ہین بلیشک در حالت غلبہ ذاتی ظاہر و کمال ظہورہ فی المظہرہ بحکم کنت سمعہ و بصرہ و لسانہ عین زبان ظاہر سے تھے شعر گرچہ قرآن از لب پیغمبر ست ـ ہر کہ گوید حق نگفت آن کافر ست ـ والا العیاذ باللہ یہ دعوے انکا جز مہمل و محکوم علیہ ہزیان کیا ہوگا ولایلیق بجالہما علیہما الصلوٰۃ والسلام فقط تحریر فی التاریخ دوم رجب المرجب ۱۲۹۶ھ در ننگوڑی۔

اعتراض

یہ تحریر سے صاف ظاہر ہی کہ خاتمین علیہما الصلوٰۃ والسلام جیسا خدا نہین ہین ولی بہی نہین ہین اور کل صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم کا عقیدہ یہ ہی کہ ولایت و نبوت خاتم الولی و خاتم النبی کی صفت ذاتی سے چنانچہ عنقریب آیندہ مذکور ہوگا۔

تصریح ۱۶

اس تحریر سے خاتمین علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ولی ہونا کس بنا پر ظاہر ہے

ثابت نہین اور ثبوت اسکا مضمر سینے اعلم حضرت موصوف شاید ثابت ہوگا ورنہ کسی عزو ذی ہوش و فکر کی فراست کو رسائی نہین کہ اسکے سرای قدسی تک پہونچے لہذا یہ جملہ کہ کل صوفیہ کرام رضہ تا آخر سراسر تکلف و طول لاطایل سے کیا مقصود ہوگا ۔

اعتراض

اور میان موصوف اپنے قول پہ حدیث اور بیت جو دلیل گردانے ہین بچند وجہ انکے قول کے بطلان پر حجت ہے ۔

تصریح ۱۷

حدیث اور بیت مذکور جو حجت بر تحریر قلم بجسم فیه قلم ہے ابطال اس تحریر کا سات وجوہ ذہنی سے محض ایک امر خیالی ممکن علم حضرت موصوف ہی مد نظر ہے ۔

اعتراض

بیان حدیث وجہ اول اللہ تعالی آپ فرماتا ہی کہ بندہ جب میرے سے قرب نوافلی حاصل کرتا ہے مین چنان ذہنین ہو جاتا ہون نہ بندہ یہ دعوے کہتا ہی کہ میرے حواس یا اعضا نعوذ باللہ سبہا خدا ہو گئے ہین ۔

تصریح ۱۸

بیان حدیث بروجوہات ثلاثہ سراسر عدم تحقیق استنادی پر مبنی ہے کیونکہ اول ہرگاہ یہ فرمان کہ بندہ جب قرب نوافل حاصل کرتا ہے مین چنان وچنین ہوجاتا ہون فرمان حق ہی ہے متمسک ہو تو پھر اشتراک بندہ در دعوے کہ نہ بندہ یہ دعوے کیا تا آنکہ کس محل مین ہوگا بلکہ یہ فرمان بنظر بلا اشتراک دعوے بندہ فرمان حق ہی متحقق ہونے سے دلیل غلبہ ظہور ذاتی فی المظہر روشن ہے الا عبد اور واجب الاعتقاد مابہ الکمال سکے ہے

اعتراض

ثانی اگر بعرض ہرحس وہر عضو کہ جو حدیث مین مذکور ہین برابر ایک خدا مقرر کرین تو معاذ اللہ اللہ تعالے کی ذات مین تجزیہ وتقسیم لازم آئیگی تعالے اللہ عن ذلک علواً کبیرا

تصریح ۱۹

اور ثانی فرمان معز جو مذکور ہے فی الحدیث منسوب بہرحس واعضا کے ہے احتیاج فرضی وتقدیری سے مستغنی اور توہمات تجزیہ وتقسیم سے مبرا ہے بلکہ بتخصیص سامعہ ہرحس واعضا کے بمعنی استغراق غلبہ ظہور ذاتی فی المظہر از سر تا پا وامع ہے بالغرض اگر اس حالت مین تجزیہ وتقسیم لازم ذات مد نظر ہو تو ذات باعتبار

اسماء صفاتی بھی جیسے سمیع و بصیر و کلیم و غیر ذلک الی غیر النہایۃ کے نعوذ باللہ منہا بطریق اولے مستلزم تجزی و تقسیم ہوگی۔

اعتراض

ثالث سمل صوفیہ کرام اس حدیث مین یہ معنے لیکھے ہین کہ اس مرتبہ مین سالک کے سب کام للہ ہو جاتے ہین یعنے کھانا پینا سونا دیکھنا چلنا نہ اللہ تعالے اللہ عما یقول الظالمون۔

تصریح ۲۰

ثالث اتفاق جمیع صوفیہ کرام رض کا بخلاف معنی مفہومہ حضرت موصوف کے اسطرح ہی کہ بندہ جب مرتبہ قرب نوافل کو پہونچتا ہے تو صفات بشریت اور خلقیت اسکی مقہور و مغلوب غلبۂ ظہور حقیت کے ہوتی ہین اور صفات حقیت اوپر اسکے متجلی ہوتی ہین چنانچہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ مقدمہ شرح لمعات مین لکھے ہین (بلکہ نتیجہ آن ہمین است کہ قوی و اعضا و جوارح وے عین حق گردد بآن معنے کہ جہت حقیت بر خلقیت غالب آید و جہت خلقیت مغلوب و مقہور گردد و این را قرب نوافل گویند۔

اعتراض

اور ہیت کا معنے یہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جس کلام کو اللہ تعالے
کیطرف بطریق وحی نسبت کرین وہ قرآن ہی اوسکا انکار کفر ہی چنانچہ کفار کہتے
تہے ہذا اساطیر الاولین نہ یہ کہ ہر کلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کلام الٰہی ہی
بخلاف اس دعوے کے کہ اپنے جسم مبارک کو پکڑ کر فرمایے یہ سب ولایت ہے
پس یہ اشارہ خاص اپنے ذات کیطرف ہوا نہ یہ کہ ذات جناب خاتم مظہر ٹہرے
اور اشارہ ظاہر طرف ہو گیا اسیکا نام تفسیر بالراے اور تاویل بارادہ ہی کہ حرام
ہی اللہم ارنا الحق وارزقنا اتباعہ

تصریح ۲۱

یہ معنے اس بیت کا اگرچہ باعتبار ظاہر نزدیک علما متکلمین کے درست ہو ولیکن
عند الحضرات اہل مکاشفہ وعلماے باطن موافق قول ان اللہ قال علی لسان
نبیہ او عبدہ کے مستند ہی پس یہ قول مقدمہ شرح لمعات مین قرب فرائض کے
بیان مین مکتوب ہے چنانچہ شیخ حمید الدین ناگوری بیچ شرح عشق کے لکہتے
ہین (کہ عبودیت و ربوبیت ہر دو صفت حق است ہر وقتیکہ بر حضرت رسالت پناہ
لعین ربوبیت غالب آمدے وصفت عبودیت در و محو گشتی دران حال ہرچہ
فرمودے آنرا کلام اللہ گفتے مولوی معنوی فرماید بیت گرچہ قرآن از لب پیغمبر است

ہر کہ گوید حق نگفت آن کافر است ۔ وچون بصفت عبودیت آمدے دران وقت
ہرچہ فرمودے آنرا حدیث میگویند پس ہرچہ بزبان عبودیت گفت حدیث شد
انتہی) پس اس سے صاف یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ بیت اس مرتبہ کی خبر اور اسکا
اسکا کفر ہے اسلیے کہ باعتبار غلبہ ظہور ذاتی بے شک کلمات مذکورہ وما اشبہہ
ذلک جناب خاتمین علیہما السلام کے موافق اس دعوے کے کہ انہم ولایت
سے مضاف الیہ مظہر عین ظاہر ہین بانکہ اس مرتبہ غلبہ ظہور ذاتی مین بلا اعتبار
تمیز کے ظاہر عین مظہر ہے مثلاً آہن کہ در وقت غلبہ آتش کے عین آتش بلکہ کل احکام
وآثار سواے آتش کے محسوس ہنین اس صورت مین طلعت وسوزندگی آتش کہ
فی المظہر آہن ظاہر ونمایان ہے بلا تفسیر وتاویل کے کہ امکان راے وارادہ کو
گذر ہووے مستغنی بالبیان بعنواے فمن طلب البیان بعد العیان فہو
فی الخسران عیان ہے اور البتہ خلاف اسکا محکوم علیہ تفسیر بالراے وتاویل بالارادہ کہ حرام ہی متصور ہے

قولہ

ف حضرت حق جل شانہ اپنی ذات وصفات سے قدیم وازلی ہے اور جناب خاتمین

ف یہ مکتوب بسبب نہ منظور ہونے اوس محضر و بخیم قلم مرقومہ حضرت مرحوم نزدیک حضرت موصوف کے کہ اوس مین قدیم ہونا حقیقت محمدی کا معتقد
ولتوجیہی تحریر ہی نظر بر اقرار اول کہ تصنیفہ مذکورہ ہی بقلم حضرت مرحوم سے عبارات مفاتیح سے لکھا گیا اور حضرت موصوف اسکو موافق مذہب
اپنی سمجھے کہ باعث حضور نظر وعدم فہمید ہی ثبت دستخط وشہادت سے مزین فرمائے چنانچہ بر اثبات ممیز ہے کہ حدوث حقیقت محمدی کا
صاحب لکھنے ہین بہر کیف سوئی عبارت مکتوب مذکور سے قدیم ہونا حقیقت محمدی کا ثابت ومتحقق ہے کہ تصریحات حواشی لعنی الاعتراضات مذکورہ ہی اسی

علیہما الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات وصفات سے حادث واشرف المخلوقات ہین اور صور
علمیہ آلہیہ بھی قدیم ہین اور سرایت خارجیہ حادث ومخلوق اور تعین مرتبہ حقیقۃ محمدی
کہ جسکو ولایت محمدی نور محمدی اور جوہر اول سے کہتے ہین کتب معتبرہ سے لوہن مقات
ہی سفائح الاعجاز مین لکھے ہین تعین اول را عقل کل و لوح و قلم و روح اعظم و نیز
وحقیقۃ محمدی میخوانند و تکثر این اسمار باعتبار اختلاف صفات است و اعیان
جمیع اشیا از غیب و شہادت کہ کون گفتہ اند بصورت این تعین اول بہ تبدیل امتیاز
در علم حق ثبوت یافتند و بدین تجلی نفس رحمانی ظہور یافت و نفس رحمانی عبارت
از ظہور حق است بصورت ممکنات و این تجلی کہ افاضہ وجود در جمیع موجودات
فرمودہ و اول مرتبہ کہ قبول این فیض نمودہ تعین اول است و ایضاً منہ بقاف
قدرت کہ اول حرف قدرت است تنبیہ کرد برآنکہ اول مقدوریکہ قدرت باد
متعلق شدہ تعین اول است کہ آنرا قلم می نامند چون اشارت کرد کہ قدرت
سبحانی بنفس رحمانی اظہار اعیان اشیا در علم فرمودہ وہر آئینہ تحقیق صور علمیہ
بوجود خارجیہ تواند بود و وجود خارجی ہم از مقتضاے آندم است کہ نفس
رحمانی ست و ایضاً منہ و مجموع این جہل مرتبہ کلی مجلی ومظہر حقیقت محمدی اند
وآنحضرت من حیث الحقیقت ظاہر و متجلی برہمہ است و میم احد ازین جہت فرمود

کہ جمیع مراتب کونیہ اجزاے حقیقت محمدی اند و در صورت ہمہ یعنی آنحضرت است
کہ ظہور یافتہ و چہل مرتبہ اینست عقل کل کہ روح اعظم است و تعین اول و ام الکتاب
میخوانند نفس کل کہ لوح محفوظ است و کتاب مبین میگویند الی مرتبۃ الانسان
و درین دور یعنی دایرہ موجودات کہ مذکور گشت اول کہ عقل کل است عین آخر
کہ انسان است یکے شد یعنی حقیقت عقل بصورۃ انسان کامل تمام ظاہر گشت و پیغمبرا
بنی آنست کہ از ذات و صفات و اسماء الہی و احکام خبر دہد و اخبار حقیقی پیش اہل تحقیق
اولا و بالذات ازان عقل کل است کہ مبعوث است بجہت اخبار بواسطہ بجانب نفس
کل و بواسطہ او بسوے نفوس جزویہ - تحریر فی التاریخ یازدہم شہر شعبان سنہ ۹۹ ہجری
یہ مکتوب صحیح ہے اور ہمارا عقیدہ یہی ہے فقیر سید شاہ محمد المشہور بشاہ صاحب میاں
یہ مکتوب صحیح ہے اور ہمارا عقیدہ یہی ہے فقیر سید ابراہیم مہدوی عرف بڑے میاں
العبد فقیر سید شہاب الدین عفی عنہ —

اعتراض

تعین اول کو اسماء متعددہ جو باختلاف صفات ہین مانند عقل کل روح اعظم
وغیرہ بعد ظہور خارجی ہین کیونکہ مرتبہ احدیت میاں موصوف کے نزدیک بھی
صرف علم الہی ہے وہاں اثبات صفت ممکن نہین یعنے صفت کو بھر صفت ہونا

عدیم الامکان ہی سب عقلمندون کے نزدیک کیونکہ سب زمانہ کی عقلمندون کے
نزدیک وجود صفت کو اول وجود عین چاہیے یعنی ذات پس وہ ذات
جو بہ سبب اختلاف صفات موسوم باسماء کثیرہ ہے سو روح اعظم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور وہی حقیقتاً حقیقتہ محمدی ہی کہ اسکا بیان آگے بدلایل
تو یہ ہوگا انشاء اللہ تعالے اور مرتبہ احدیت کو بھی صوفیہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کا اپنے اصطلاح مین حقیقت محمدی اور مرتبہ واحدیت کو حقایق
ممکنات کہنا ایسا ہی جیسا معلوم کاتب کو بھی نقطہ اور الف اور با وغیرہ
کہتے ہین اگرچہ حقیقتاً نقطہ طرف الخط کا نام ہی اور الف ایک خط مستقیم
موضوعہ کا اور با ایک خط عرضی متحقق الطرفین الی الفوق کا نام ہی پس
ایسا ہی تعین اول اور حقیقت محمدی احدیت کو کہتے ہین اور حقایق ممکنات
واحدیت کو نہ یہہ بات ہی کہ علم آلہی مین بہی تعین و مراتب ہین۔ تعالی اللہ
من ذلک علواً کبیرا۔

تصریح ۲۲

تعین اول کو اسماء متعددہ بنابر اختلاف صفات ہیچو عقل کل و روح اعظم وغیرہ
پیشتر از ظہور خارجی کے مرتبہ علمی ہی مین ثبوت پاے ہین اور وہ جملہ
مکتوب فیہ از تعین اول تا آخر مفاتیح الاعجاز کا بھی بنا پر مرقوم ہی چنانچہ

اوس عبارت کے اوپر کی بیت سے توانائی کہ دریک طرفۃ العین + از کاف ونون پدید آورد کونین - کی شرح مین لکھتے ہین یعنی قادری کہ بیک نظر اجمالی کہ عبارت از اقتضای ذاتی ہست حسب ظہور و اظہار را از کاف ونون کہ صورت ارادت کلیہ ہست پدید آورد کونین یعنے اعیان ثابتہ جمیع موجودات غیب وشہادت کہ آن اعیانرا صور علمیہ حق می نامند و بہ تجلی دوم کہ تجلی واحدیت والوہیت ہست تفصیل یافتہ از یکدیگر ممتاز شدند وآن مرتبہ تنزل است از مرتبہ احدیت الذات بمرتبہ اسماء وصفات وخلاصہ این سخن آنست کہ ذات احدیت چون اقتضاے تعین اول کرد کہ برزخ جامع است میان وجوب وامکان احدیت باعتبار این شیون اسمای واحدیت والوہیت شد وآن تعین اول را عقل کل ولوح وقلم وروح اعظم وام الکتاب وحقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میخوانند اور اسیطرح شارح جام جہان نما بہی لکھتے ہین (اول تعین کہ از لاتعین ظاہر گشت وحدت حقیقی ہست کہ اسقاط واثبات ہر دو صفت ذاتی اوست بطریق جملہ کلی جامع جمیع مراتب وتعینات ہست این وحدت را باسماء مختلف ذکر کردہ اند چنانچہ عقل اول وعقل کل وقلم اعلی وروح اعظم وتعین اول وتجلی اول وحقیقت محمدی انتہا) اور مقدمہ شرح لمعات مین مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

لکھی ہین اول مراتب تنزلات وی علّیہا تنزل ولیست بشان کلی جامع جمیع
شیون آلہیہ وکونیہ وازلیہ وابدیہ را آن طریقہ کہ خود را باین شان کلی جامع بداند
وصور علمیہ ذات متلبس تاآن مرا ورا حاصل شود اما بر وجہ کلی جملی بے امتیاز شیون از
یکدیگر و دیرا باین اعتبار تقید وتلبیس باین شان کلی و با صورت معلومیت ویرا
باین اعتبار حقیقت محمدی گویند اور لوایح شریف مین مرقوم ہے ذات من حیث
ہی از ہمہ اسما وصفات معرّا است واز جمیع نسبت واضافات مبرّا است اتصاف
او باین امور باعتبار توجہ اوست بعالم ظہور در تجلی اول کہ خود بخود بر خود تجلی
نمود نسبت علم ونور و وجود وشہود متحقق گشت ایضاً تعین اول وحدت مثبت
صرف وقابلیت است محض مشتمل بر جمیع قابلیات چہ قابلیت تجرد از جمیع صفات
واعتبارات درجہ قابلیت اوہمہ۔ پس یہہ بحث حضرت موصوف کی کہ (مرتبہ احدیت
میان موصوف سکے نزدیک بہی صرف علم آلہی ہے وہان اثبات صفت ممکن
نہین یعنے صفت کو بہہ صفت ہونا عدیم الامکان ہے تا آخر اور مرتبہ احدیت کو
بہی صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنی اصطلاح مین حقیقت محمدی
اور مرتبہ واحدیت کو حقایق ممکنات کہنا ایسا ہی جیسا معلوم کاتب کو بہی نقطہ
اور الف اور با وغیرہ کہتے ہین تا آخر) بطور برہان قاطع ودلیل قطعی کے بار بار جانا

وہر مقام مین مکتوب ومرقوم ہی نزدیک ہرایک کے عقلاً وتحققاً سواے جبر و مجرد قیاس کے ملحوظ ومنصور نہین کہ اثبات وبیان اسکا تصریحات اوائل سے تصریح سوم وہفتم مین بالتفصیل ہوگیا ہی بنظر طول لاطایل کے زیر حوالہ تصریحات مذکورہ کے چھوڑا علاوہ برین یہہ جملہ حضرت موصوف کا کہ نہ یہہ بات ہی کہ علم الٰہی مین بہی تعین ومراتب ہین۔ تعالے اللہ من ذلک علواً کبیرا) طرہ برطرفہ ہی کیونکہ محضرۂ علیہ الاعتقاد فیصلنامہ مین کہ جسپر حضرت موصوف کی دستخط خاص موجود ہی مکتوب ہی (اور مراتب علیہ الٰہیہ بہی قدیم ہین پس بنظر اس عبارت کے اولین وہ جملہ نقیض اسکا ہوتا ہی اور ثانی ہرایک جملہ یا یکدیگر حکم تنسیخ پر موید ہی کہ یہہ اور پر عدم لیاقت وتحقیق ویا بے استقلالی قول وفعل پر حجت قطعی ہی۔

اعتراض

مقدور اسم مفعول اسکا فاعل قادر ہی یعنے مقدور وہ ہوگا کہ جسپر قدرت قادر کا اثر ہو جیسا ضارب کے ضرب کا اثر جسپر ہوتا ہی اوسکو مضروب کہتے ہین پس واجب ہی کہ قادر ہرچند مقدور نہوگا جیسا ضارب خود مضروب نہوگا جبکہ قادر قدیم ہی۔ مقدور لازم ہی کہ حادث ہو۔

تصریح ۲۳

مقدور اگرچہ اسم مفعول ہے ولیکن ہم لازمی وہم متعدی اور بمعنی افادہ فاعلیت بجاے فاعل کے مستعمل ہوتا ہے جیساکہ اس مرتبہ علمی مین معلومیت ذات بذات خود ثابت ہے اور معلوم اثر علم عالم پس اس صورت مین معلوم کہ مفعول ہے خود ہی عالم یعنے فاعل متحقق ہے چونکہ یہ مرتبہ علمی ہے یہان غیر و غیریت کی گنجایش نہین اور قادر و مقدور اور قدرت یکہی حکم مین ہین کہ عبارت تعین اول یعنی ذات وحدت سے ہے خواہ مخواہ قدیم ولاحادث ہے۔

اعتراض

اس سے بعضی یہ گمان کرتے ہین کہ حقیقت محمدی کے پورے چالیس مرتبہ اجزا ہین اور حقیقت محمدی اسکے سواے ہے بالفرض اگر ہم بھی ایسے قیاس کو مسلم کر لین تو اس سے مراد مرتبہ احدیت ہوگا کہ وہ بھی حقیقۃ محمدی مجازی و اصطلاحی ہے بلکہ یہ قیاس مخالف فرمان صاحب مفاتیح الاعجاز ہے کیونکہ عبارت مقصودہ یعنی جمیع مراتب موجودات کو نیہ اجزاے حقیقت محمدی اند الخ اس عبارت سے یہ نہ متعلق ہے جو اوپر اوسکے صاحب مفاتیح فرماتے ہین و حرف میم در عدد چہل است و مراتب موجودات اگرچہ از روے جزو یتہ لا تحصر اند فاما از روے [illegible]

مرتبہ داخلی بلکہ معلومیت ذات بذات ہو سکتی نہ مقدوریت ذات بذات پھر سراسر باطل ہے بلکہ مقدور اثر علم عالم کا کہ قادر اوسکا فاعل ہے بدون مرتبہ جارحہ کے تحقق اوسکا محال ہے اور اگر قادر و مقدور اور قدرت یکہی حکم مین ہین جیسا یہ مصنف سمجھے ہین تو ذات کو ذات پیدا کیا ہے معنی ہوتا اور یہ معنی سراسر باطل بلکہ کفر اور زندقت ہے اور اعتراض بہت بجا ہے کہ جبکہ قادر قدیم ہے مقدور لازم ہے حادث ہو

چہل ہست اور عبارت مقصودہ جس بیت کی شرح ہو رہی ہے وہ اسکے اوپر کی بیت
احد در میم احمد گشت ظاہر الخ کی شرح مین فرماتے ہین مظہر حقیقی احد حقیقت
احد است و باقی مراتب موجودات مظہر حقیقت محمدی اند اس تحریر سے ثابت
ہو چکا کہ مراتب موجودات کل چالیس کر کے یہان مقید کر دیے ہین سوا وہی
چالیس مرتبون سے ایک مرتبہ حقیقت محمدی حقیقی ہے کہ مظہر احدی باقی مرتبے
مظہر حقیقتہ محمدی ہین پس اس صورت مین کہنا صاحب مفاتیح کا اجزا حقیقتہ
محمدی اند ایسا ہے جیسا کوی کہے زید روح جسد۔ اخلاط۔ اعضا۔ اجزا ر
انسان ہین اس سے یہ صادق نہوگا کہ زید حقیقتاً انسان نہین بلکہ جزو انسان
ہے اور انسان جدا ہی یہ قیاس غلط ہی بلکہ صحیح یہ ہے کہ زید حقیقتاً انسان ہے
اور دوسرے اشیاء مذکورہ اسکے اجزا ہین

تصریح ۲۴

گمان کہ وجود اسکا محل امر تشکی مین ہوتا ہے نہ امر تحقیقی و یقینی مین کہ ضد یقین
ہے پس حقیقت محمدی عند الاجماع اہل تحقق یقیناً ہر چند اجزاے حقیقتہ محمدی
سے ثابت نہین اور بخلاف قیاس حضرت موصوف کے فرمان صاحب
مفاتیح الاعجاز کا بنظر عبارات مندرجہ کے کہ بیان اسکا تشریحاً بتصریحات

صدر سے تصریح پنجم و ششم مین بخوبی تحریر ہے دلیل جلیل الٰہی تقریر یہ ہے
صاف ظاہر ہے کیونکہ جمیع مراتب موجودات کونیہ بنابر اجزاے حقیقت محمدی
ہونیکے حقیقت محمدی کل اور ہر مرتبہ موجود کونی جزو اسکا ثابت ہی اور تعریف
کل کی یہ ہے کہ کل جامع ہی اپنے جمیع اجزا کو بخلاف جزو کے کہ جامعیت جزو
کی دیگر اجزا و یا کل پر محال و باطل ہی پس مراتب جہلگانہ جو اجزا حقیقت محمدی
ہین اگر بعضے حقیقۃ محمدی کو کہ کل ہی داخل اجزا جہلگانہ شمار کرین تو تبدل
کل کا ساتھ اجزا کے کہ بدیہۃ الامتناع ہی ضرور ہوتا ہے یہ بات عقلاً و تحققاً محال
و باطل ہی بلکہ حقیقت محمدی حکم مراتب اجزا کونیہ سے مستثنی اور محکوم علیہ اطلاق
ساتھ تقدمیت کے متحقق ہی جیسا کہ دریا بنابر کلیت باوجود شامل و جامع
ہونے جمیع اجزا حباب و امواج کے جزویت حباب و موج سے مبرا و منزا ہی
بخلاف اس مثل کے کہ زید و روح و جسد و اخلاط و اعضا اجزا ان مین
پس تمثل اس مثل کا بہ نسبت فرمان صاحب مفاتیح کے فرمان و ذات صاحب
فرمان کو محکوم علیہ ہر یاں اور کمال نادانی پر تصور کرنا ہوتا ہی اسلیے کہ اولاً
یہ مثل سراسر غلطی اور دور از مثل کے واقع ہی کیونکہ در صورت فرض ہونے کلیت
انسان کے روح و جسد اور اخلاط و اعضا اجزا انسان ہوتے ہین ہر زید یا عمر

دیگر و خالد وغیرہ بلکہ یہ افراد انسان ہوتے ہین نہ اجزا اسلیے کہ ہر فرد محکوم علیہ

کل یعنے انسان ہی ثابت ہی بخلاف جزو کے کہ جزو ہر حالمین ممتنع الاوصاف

والاطلاق کلیت کا ہوتا ہی پھر زید ساتھہ روح اور جسد اور اخلاط واعضا کے

اجزا انسان مین کیونکر محسوب ہوگا پس زید بنا بر علامت نام انسان ہی اور

بخلاف اجزا کے افادہ معنی کل پر صادق اور مستعمل ہی عین انسان ہر کل ہی

لہذا کل بنا بر کلیت محسوب با جزا ہونا بالقطع ممنوع ہی پھر زید کو ساتھہ اجزا کے

شمار کرنا کس محل مین ہوگا۔

اعتراض

یہی تعین اول کے لیے صاحب مفاتیح لکھے ہین کہ اسکے بسبب اختلاف صفات

عقل کل وغیرہ نام ہوتے ہین اور قبول فیض امکانی اسکی صفت ہی اور یہی ہی

کہ مقدور اول ہی پس یہی تعین اول اصالتاً وحقیقتاً حقیقت محمدی ہی کہ کل اجزای

عالم اسکی صورت سے علم حق تعالے مین بسبیل امتیاز ثبوت پاے ہین کیونکہ

علم صانع مین ثبوت صورت مادہ کل مصنوعات ہی مع صور اجزا انکے نہ ثبوت

ذات مادہ مع ذات کل مصنوعات اور صوفیہ رضہ کا معلوم حق تعالے کو تعین اول

اور حقیقت محمدی کہنا بطریق مجاز ہے وگرنہ صفت باری عزاسمہ کو تعین سے

کیا نسبت با این تعلق صفت کیسی ذات کے ساتھ ہوگا جو خارج مین موجود ہو
نہ علم صانع کے ساتھ کیونکہ علم خود صفت ہی اور صفت کو پہر صفت ہونا جمہور
علما کے نزدیک ممنوع ہی —

تصریح ۲۵

یہ تقریر حضرت موصوف کی از اول تا آخر غلط محض سے مالا مال ہی کیونکہ صاحب
مفاتیح بعد بیان حقیقت محمدی کے مراتب چہلگانہ کونی کو اجزاے حقیقۃ محمدی
فرماکر اس تعین اول کونی کو بیان فرماتے ہین چنانچہ وہو ہذا چہل مرتبہ انسیت
عقل کل کہ روح اعظم است وتعین اول وام الکتاب می خوانند انتہی پس اس سے
صاف ظاہر ہی کہ یہ تعین اول مراتب چہلگانہ کونی سے کہ اجزا حقیقت محمدی ہین
مرتبہ اول کونی ہی ثابت ہی نہ حقیقت محمدی مگر شاید باعتبار اسبات کے کہ یہ تعین
اول کونی بہی سواے ایک اسم حقیقت محمدی کے ساتہہ اون اسماؤن کے موسوم ہی
کہ جن اسما سے تعین اول علمی منسوب ومتصف ہی اسی کو حقیقت محمدی اور تعین اول
حقیقی سمجہے ہون تا پس یہ سمجہہ سراسر غلط ہی بلکہ مفاتیح الاعجاز وغیرہا دیگر کتب حقایق
بہی اولاً وہی تعین اول بسبب اختلاف صفات موسوم بہ عقل کل وغیرہ ہونے پر
ہیبن ہین اور قبولیت فیض بلا توہم امکانی کے اسی کی صفت ہی کہ فیض اقدس سے

عبارت ہی اور وہی مقصود در اول اصالتاً و حقیقتاً حقیقت محمدی ہی کہ کل اجزاء
عالم اوسی حقیقت مع اجزا کی صورت بر وجود پاتے ہین اور علم حق تعالے
مین بہ سبیل امتیاز وہی معلوم اول ہی کیونکہ موافق صورت مرتسمہ فی العلم
الصانع مادہ مصنوعات مع اجزا اب کہ مرتبہ اول مراتب چھگانہ کونی سے مراد
ہی وجود پایا ہی نہ بعد موجودیت اسکے صورت اسکی ثابت فی العلم ہوئی ہے
کہ یہ امر محال ہی جو در صورت اس فرض محال کے نعوذ باللہ جہل بہ نسبت ذات
عائد ہوتا ہی اور صوفیہ رض کا معلوم حق تعالے کو تعین اول اور حقیقت محمدی
کہنا حقیقتاً ہی مجازاً کیونکہ تعین اول مفہومہ حضرت موصوف باعتبار کر نیت
محکوم علیہ بالشی ہو برین تقدیر حقیقت اس شی کی وہی مرتبہ علمی ہونا لامحالہ ضرور
ہوا ور الا مرتبہ ارواح واجب ہونا لازم آئیگا اسلیے کہ حقیقت تو ثابت ہی اور
ثابت وہ ہوگا کہ جسکو تغیر و تبدل نہو پس جسکو تغیر و تبدل نہو وہ واجب ہی
کہ اور دلایل مفصلہ بہ اثبات اسکے تقریح سیوم مین مکتوب ہین حافظہ حمدہ
سے دور نہونگے اور ہر صفت باری عز اسمہ مثل علم کہ باعتبار تعین وانست
منسوب بعلم ہی ساتھہ تعین سے کے منسوب ہی اور تعلق صفت کا بلا وجود خارج سے کے
ساتھہ علم صانع سے کے ظاہر و ہویدا ہی تا نکہ علم کہ صفت ہی اور صفت اسکی ذات ہی

علم کو موصوف اور ذ
اوسکی صفت بنا
لغو و باطل ہے کیو
بلکہ علم کا معنی
ہے عالم موصوف
علم صفت ہو
نہ کہ علم موصوف اور
دانست صفت

پس دانست صفت اور علم اسکا موصوف ہوا قیاس برین صفت کو صفت ہونا ممنوع نہین کہ کئی دلائل واضحہ بر اثبات اسکے تفریع ہفتم سے ملاحظہ ہوے ہین یاد ہونگے ۔

اعتراض

یہ وہی عقل کل ہے کہ اوپر جمیل مراتب مین بروح اعظم و تعین اول و اُم الکتاب سے موسوم ہے اور یہی حقیقتاً و اصالۃً حقیقت محمدی ہے چنانچہ صاحب مفاتیح اسی عبارت کے نیچے یعنی در بواسطہ نفوس جزویہ کے بعد اس سے پیوستہ لکھے ہین وہر نبی از انبیا از زمان آدمؑ تا زمان خاتم مظہر ست از مظاہر نبوۃ روح اعظم کہ عقل اول ست پس نبوت عقل کل دائمی ذاتی باشد و نبوت ہر یک از مظاہر ازلی عرضی و حقیقت محمدی عقل اول است کہ روح اعظم ست کہ اول ما خلق اللہ العقل و اول ما خلق اللہ نوری و اول ما خلق اللہ روحی و صورت محمدی صورت ست کہ روح اعظم تمامت اسما و صفات چنانچہ گزشت در و ظاہر شدہ وہچنانکہ نبوت ذاتی کہ اخبار از ذات و صفات الٰہی ست اولاً و بالذات روح اعظم ست کہ حقیقت آن حضرت است ؐ در آخر نیز ختم نبوت عرضی بر صورت پر یعنی آن حضرت ؐ گشتہ پس اس مکتوب مین مفاتیح الاعجاز سے لکھی گئی تمام عبارت کا خلاصہ یہ ہوا کہ

حقیقتاً حقیقت محمدیؐ اور قبائل فیض امکانی اور مقدر اول اور مراتب موجودات
ممکنہ سے پہلا مرتبہ وہی تعین اول ہی کہ جسکو عقل کل روح اعظم وغیرہ نام ہین اور احادیث
متعددہ اسکے مخلوقیت پر وارد ہین —

تصریح ۲۶

یہ عقل کل واقعی تعین اول کوئی ہے ولیکن حقیقت محمدیؐ وہی حضرت وحدت
ومرتبہ علمی ہی کہ حقیقتاً واصالتاً حقیقت محمدیؐ ہونا اوس مرتبہ علمی کا درست وثابت
ہی کئی دلائل قویہ واتفاق جمہور کے ساتھ پس زنہار اطلاق حقیقت محمدیؐ کا
بہ نسبت عقل کل وتعین اول کوئی سے بداہتہ باطل وبالقطع ممنوع ہی چنانچہ بیان
اثبات صورت اول وابطال صورت ثانی کی عنوان بر تصریحات گزشتہ سے
تصریح سوم وکئی تصریح مین بخوبی مسطور وموجود ہی ہم ازین قبیل یہ عبارت مفاتیح
بہی دلیل برمضمون صورت اول ہی کے صادق ہے کیونکہ مآل اس عبارت کا یہ
ہی کہ یہ عبارت مفاتیح مجمل اوپر سات باتون کے مشتمل ہی۔ پہلی بات معنی بنوت
دوسری بات تعریف بنی۔ تیسری بات بیان شان مضمون وکیفیت کہ مضاف الیہ
ومعنی موضوع لہ نفس بنوت ہی بلا اشتراک نفس بنوت کے۔ چوتھی بات
بنوت جمیع انبیاؑ کی عرضی کہ مظہر بنوۃ روح اعظم ہی اور روح اعظم یعنی حقیقت محمدیؐ

کی اصلی حقیقتی پانچوین بات حقیقت محمدی عقل اول و روح اعظم ہی کہ خاص
حضرت وحدت و مرتبہ علمی ہی ثابت ہی باستناد احادیث مذکورہ کے چھٹی
بات روح اعظم بہ تمامی اسمار وصفات اپنے صورت محمدی مین بلاشایبہ حدوث
کے ظہور فرمائے۔ ساتوین بات موافق نبوت اصلی کے ختم نبوت عرضی کا اوپر
صورت بشری یعنی آنحضرت کے ہوا پس تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ (بدانکہ نبوت
بمعنی بناء بہت یعنے اخبار) یہہ معنی کہ نبوۃ مطلق بمعنے خبر دینے کے واقع ہی
کہ ایک اسم موضوعی ہے معنی موضوع لہ یعنے مضمون و کیفیت خبر پہونچانیکا
پس نبوت کے دو اعتبار ہین ایک تو نفس نبوۃ کہ مجرد خبر دینا ہی اور دوسرا
مضمون و مضاف الیہ نبوت یعنے خبر پہونچائی جاتی ہے اور (نبی آنست
تا خبر دہد) کا یہہ خلاصہ ہے کہ نبی وہ ہی جو ذات اور صفات و اسمای آلہی
اور احکام سے خبر دیوے اور (و اخبار حقیقی تا بہ نفوس جزویہ کا) یہ معنے
ہی کہ اخبار حقیقی یعنے صرف مضمون و کیفیت کہ مضاف الیہ نفس خبر ہے
بلا اشتراک نفس خبر پیش اہل تحقیق کے اولاً و بالذات عقل کل ہی سے
پہونچنا ثابت ہی۔ حاصل ان تین باتون کا یہہ ہوا کہ نبوت خبر دینا اور
نبی خبر دینے والا۔ اور ذات و صفات و اسمای آلہی اور احکام اخبار حقیقی

پہونچے اس صورت مین پہونچنا ان اخبار کا اولاً و بالذات عقل کل ہی
کی ذات سی ثابت ہی کہ یہ عقل کل مبعوث ہوئی ہی واسطے پہونچانے اخبار مذکورہ کے
اپنے ابناء کو بے واسطہ بجانب نفس کل اور بواسطہ اسکے سوے نفوس جزویہ کے
اور (وہر نبی تا آخر زائل عرضی) کا یہہ خلاصہ ہے کہ ہر نبی انبیا سے زمان
آدم سے تا زمان خاتم کے مظہر ایک مظاہر نبوت سے روح اعظم کے ہین
اور روح اعظم عقل اول ہے پس نبوت عقل کل یعنے حقیقت محمدی کی
نبوت کہ مضمون و مضاف الیہ نفس نبوۃ ہی دائمی ذاتی یعنی اصلی
کہ حقیقت نبوت آنحضرت ہی ثابت ہی بانکہ ہر گاہ حقیقت نبی کہ حقیقت
محمدی ست معتبر ہے مستند ہو تو ضرور و لابد ہی کہ بطریق اولی حقیقت نبوۃ
نبی کہ نبوۃ حقیقت محمدی ہی متحقق ہووے بلکہ لفظ دائمی ذاتی کا استعمال
جو ذاتی ہمیشگی پر مبین ہے اس محل مین خصوص اسی معنی پر مفید و معتبر
اسلئے کہ دوام وصف قدیم ہے پس اوصاف قدیم بہ نسبت حادث
کے بالاتفاق محال ہین اور نبوت ہر ایک نبی کی انبیا سے کہ مظاہر اسکے
ہین زائل و عرضی ہے۔ اور و (حقیقت محمدی عقل اول است تا آخر) احادیث
سے یہ حاصل ہی کہ اطلاق حقیقت محمدی و عقل اول و روح اعظم وغیرہ کا ادسہی تعین

اول علمی پر ساتھہ ان حدیثون سے ثابت ہے کہ صاحب تہیدات تمہید اصل عاشر مین لکھتے ہین (خال علم اول ما خلق اللہ نوری ای عزیز خلقت بزبان عربیت بر چند معنی حمل کنند بمعنی آفریدن باشد چنانکہ خلق لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعا۔ بمعنی تقدیر باشد و بمعنی ظہور بدین حدیث ظہور و جود می خواہد انتہی) اور (و صورت محمدی تا عبارت ظاہر شدہ) کا یہہ معنی ہوتا ہے کہ صورت محمدی وہ صورت ہے کہ روح اعظم سے یعنے حقیقتہ محمدی بہ تمامی اسماء وصفات اپنے صورت محمدی مین بلا شائبہ حدوث کے ظہور فرمائی اور (و ہمچنانکہ نبوت ذاتی تا آخر) عبارت سے صاف یہہ ظاہر ہے کہ نبوت ذاتی کہ اخبار ذات وصفات آلہی سے ہے یعنے مضمون و مضاف الیہ نفس خبر کہ ذات وصفات آلہی ہین اولاً و بالذات روح اعظم سے کہ حقیقت آنحضرت ہے آخرین ہی ختم ہوت عرضی کا اوپر صورت پر معنے آنحضرت کے ہوا اور باوجود اسکے نیچے اس عبارت کے کہ یہ عبارت مرقومہ تمام شرح مین اس بیت سے کے **بیت** وز ایشان سید ما گشتہ سالار ہمون اول ہمون آخر درین کار ما تحریر ہے بر محل خبر اسطر چیر مرقوم ہے (و چون حقیقت محمدی علیہ السلام باصطلاح این طایفہ ذات احدیت است باعتبار تعین اول پس یہہ مکتوب کہ عبارت مفاتیح الاعجاز سے مکتوب ہے

ازاول تا آخر حقیقتاً حقیقتہ محمدی مراتب علمیہ سے مرتبہ اول ہے یعنے تعین اول اور مقدور اول بلا قیاس موجودات ممکنہ کے ہونے پر دلیلاً مرقوم ہی اور احادیث مذکورہ باعتبار قرائن علی اسکے قدم و اطلاقیت پر وارد ہین۔

تفصلہ

بعد اس تصنیفہ کلی کے کہ بہ ثبت دستخط طرفین بعبارات مفاتیح مکتوب اور ابہی معاینہ ہوا۔ ہر واحد بتاکید مکرر موافق عقیدہ اپنے سمجھ کر دلیل بر دعوی خود خیال فرماے حالانکہ یہان دعوے حضرت موصوف بخلاف دعوی حضرت مرحوم کے کہ جس سے قدیم ہونا حقیقت محمدیکا ثابت ہی تصریحات متعلقہ ہاسے کہ صدر مین تصریح بست و دوم سے بست وششم تک بخوبی تحریر مین باطل ہی پس حضرت موصوف نے چند سوال لکھکر حضرت مرحوم کے پاس روانہ فرماے اور بعد وصول ہونے جوابات مسولہ اپنے درصورت عجز خود الگ ہو گئے بعدہ سید جی میانصاحب بن حضرت موصوف بہ نظر ہتک و کاستگی پدر اپنے کہ سکوت انکا اسی پر محمول ہوتا ہی عازم پے تحریر رد علی الرد ہوے اور بعد طی ہونے اس رد علی الرد کے پھر حضرت موصوف باوجود دعوے مناظرہ خود بھی تحریر فرماتے اور یہ امر سراسر حدود قاعدہ

مناظرہ سے عدول و تجاوز پر واقع ہی کیونکہ یہ اعتراضات اور کل ناقابل باوجود اسکے کہ حاشیہ بر حاشیہ صفحات تحریر ہین بعد وفات حضرت مرحوم کے لکھے ہین کہ اس تحریر بیفائدہ سے عجز و تسلیم مرحوم جو غرض اصلی انکی ہی۔ ہر چند حاصل ہنین الغرض اب یہان سے تصریحات شبہات بن حضرت موصوف و اعتراضات حضرت موصوف شروع ہین۔

قوله

ط لا شبہتہ فیہ یہ عبارت مفاتیح الاعجاز فقط واسطے اظہار شان حقیقت محمدی کے مندرج مکتوب متفق علیہ ہی چونکہ یہ جملہ مراتب مذکورہ کونیہ مظاہر حقیقتہ محمدی ہین نہ ذات آنحضرت چنانچہ اسپر قولہ و مجموع چہلمرتبہ کلی مجلی و مظہر حقیقت محمدی اند شاہد عدل ہے بے شک یہ دلیل قدم حقیقتہ محمدی کی قوی ترین دلایل سے ہی کہ جب آپکا شان ہی اسلیے کہ مجموعہ این چہل مرتبہ کلی کے قید سے اسکا اطلاق ظاہر ہی کہ انمین محسوب ہنین بلکہ اون سب مین ساری و ظاہر ہی

اعتراض

اسکا معنی اور پورا قول اوپر فیصلنامہ مین لکھا گیا ہی لاکن یہان اتنا معلوم کرین

ط یہ قول حضرت موصوف کے اس سوال کے جواب مین تحریر کیا ہی جو داخل فیصلنامہ ہی یعنی نمبر ۲ جناب سے حقیقتہ محمدی کو قدیم فرماتے ہین تا آخر

کہ موافق قیاس میان موصوف اگر چہل مراتب سے کسی مرتبے پر اطلاق اسم حقیقت محمدی درست ہو تو خلاف اس عبارت مشایخ کا لازم آتا ہی جو صدر فیصلنامہ مین لکہی گئی ہے یعنی تعین اول را عقل کل و لوح و قلم و روح اعظم وام الکتاب و حقیقت محمدی میخوانند و تکثر این اسماء باعتبار اختلاف صفات است الخ اور چہل مراتب ممکنہ سے پہلا مرتبہ مسمے بعقل کل و روح اعظم و تعین اول وام الکتاب ہی اور صفات بہی ایک عین موجود کو پیدا ہوتے ہین نہ صورت مرتسمہ سے فی العلم الصانع کو کہ وہ بہی حکم سنت مین ہی فافہم

شبہ

جرأت معاف یہ سراسر خلاف صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قرار داد کا ہی کہ انکے نزدیک حقیقت محمدی کے دو حال ہین ایک صورت علمیہ کہ جسکو مرتبہ احدیت و تعین اول سے تعبیر کرتے ہین اور دوسرا وجود خارجیہ کہ جسکو عقل و قلم و روح و نور وغیرہ کہتے ہین اعیان ثابتہ کہ صور ممکنات ہین اسکے اجزا و تفصیل ہین اور وجود جملہ مراتب کو نیہ اسکے تفصیل و اجزا ہین چنانچہ صاحب شواہد النبوۃ فرماتے ہین وپیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم در عالم شہادت اگرچہ آخرین پیغامبرانست اما در عالم غیب اولین ایشان ست کما قال علیہ السلام

کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین و بیان این آنست که حضرت ذوالجلال والافضال در ازل الازال حیث کان اللہ ولاشی معہ اول تجلی که بر خود کرد بے آنکہ وجود غیرے درمیان باشد بصورت شانے بود کلی جامع مر جمیع شیون را بے امتیاز بعضے از بعضے و صورت معلومیت آن شان را تعین اول و حقیقت محمدی گویند و حقایق سایر موجودات ہمہ اجزاء تفاصیل ان حقیقت اند و تجلیاتیکہ بصورت آنہا واقع شدہ است در غیب علم الٰہیہ وانبعاث از تجلی بصورت ان حقیقت یافتہ و صورت وجودی آن حقیقت اوّلاً در مرتبہ ارواح جوہریست مجرد کہ شارع تارتاً ازان بعقل و تارتاً بروح یا بنور تعبیر کردہ است حیث قال صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ العقل و اول ما خلق اللہ القلم و اول ما خلق اللہ روحی و نوری و شک نیست کہ اختلاف عبارات مبنی بر اختلاف اعتبارات است زیراکہ مرتبہ اولیت جز یک چیز را نمی تواند بود و صورت وجودی سایر حقایق منفش از صورت وجودی آن حقیقت اند مرتبتاً بعد مرتبہ اسمی تفصیل سے ہر فرمان صاحب مفاتیح الاعجاز و حقیقت محمدی عقل اول است کہ روح اعظم است کہ اول ما خلق اللہ العقل و اول ما خلق اللہ نوری و اول ما خلق اللہ روحی و صورت محمدی صورتیست کہ روح اعظم تمامت اسماء و صفات چنانچہ گزشت در مظاہر

شد و ہچنانکہ نبوت ذاتی کہ اخبار از ذات وصفات آلہی ست اولاً و بالذات
روح اعظم است کہ حقیقت محمدی است۔ وچون حقیقت محمدی باصطلاح این طایفہ
عبارت از ذات احدیت ست باعتبار تعین اول ومظہر اسم جامع اللہ است وانہ
لما قام عبد اللہ پس چنانچہ اللہ بحقیقت ومرتبت مقدم است بر جمیع اسمار وظہور
وتجلی بر جمیع اسماء موہ انسان کامل کہ مظہر اسم کل اللہ ست باید کہ بذات ومرتبہ
بر جمیع باقی مظاہر مقدم باشد اور مکتوب متفق علیہ کے عبارات مرقومۂ مفاتیح بھی
اسی پر دال ہین اور حکیم سنائی رح سید الشیخ خاتم الانبیا مین فرماتے ہین **نظم**
غرض کن ز حسکم در ازل او ✤ اول الفکر وآخر العمل او ✤ بودہ اول بخلقت وصورت
وآمدہ آخر از پے دعوت ✤ ومن بحر العلوم لیکن درین متعینات بشرط التعین دردح
سید عالم محمد صلے اللہ علیہ وسلم روح اعظم وبہر موطن متصف بعلم اتم ست و
این روح در عالم ارواح نبی مبعوث بسوے ارواح آخرم الخ۔

تصریح ۲۷

ابطال معنے مرقومہ حضرت موصوف قول مذکور کا اوپر ہی تقریرات مفصلۂ مین
ہوچکا مگر یہان اتنا معلوم کرین کہ اگر بفرض قیاس حضرت موصوف کو مسلم رکھین
یعنے اطلاق اسم حقیقت محمدی مرتبہ اول مراتب چہلگانہ کو نی ہی کسکے لیے درست

تصور کرین تو خلاف عبارت مفاتیح کا لازم آئیگا بخلاف اسکے کہ وہی تعین اول
مرتبہ علمی حقیقتاً حقیقت محمدی ہی جو بفیصلنامہ مین مکتوب ہو یعنے تعین اول اعقل
کل و لوح و قلم و روح اعظم و ام الکتاب و حقیقت محمدی میخوانند و تکثر این اسماء باعتبار
اختلاف صفات ست الخ اور کتنی اقوال مفاتیح الاعجاز و شارح جام جہان نما بہی
اسپر شاہد ہین کہ اوپر تصریح یازدہم و بست و دوم مین محرر ہین اور بحث اس
بات کی کہ صفت بنابر عینیت جو نسبت علم و عالم و معلوم ایک ہی حکم ہین اور موسوم
باسماء کثیرہ سکے ہی بتصریح ہفتم و بست و پنجم مین موجود ہی اب یہ تصریح اوس شبہہ کی
ہی کہ یہ ہر چند خلاف صوفیہ کرام رضہ اجمعین کے قرارداد کا نہوا کہ نزدیک انکے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سکے بخلاف دو حال کے جو یہان لفظ حال باعتبار
معنی لغتی اپنے ممنوع البیان ہی کہ اثبات اسکا مفصلاً تصریح چہل و دوم سے
معائنہ ہوگا دو مرتبہ اعتبار کیے جاتے ہین نہ حقیقت محمدی سکے کہ حقیقت
محمدی بنابر امر ثابت و متاصل در وجود ہونیکے خود یک مرتبہ مراتب اثناسے
آنحضرت کے ہی کہ صورت علمیہ آلہیہ ہے جو معبر ساتھ تعین اول و حضرت
وحدت اور حقیقت محمدی سکے کہ سوائے ان اسماء کے اور اسماء مختلف سے
موسوم ہی جیسے عقل و قلم و روح و نور وغیرہ اور دوسرا صورت وجودیہ خارجیہ

از عالم ارواح تا عالم شہادت کہ اسکو بہی مرتبہ ارواح مین عقل و قلم و روح و
نور وغیرہ کہتے ہین چنانچہ فرمان صاحب شواہد النبوۃ بہی بخلاف قیاس و بے
شبہ کے باعتبار اون دلیلون کے جو مندرج عبارت ہین حقیقت محمدی کے
قدیم ہونے پر شاہد ہی دلیل اول یہ جملہ (اول تجلی کہ بر خود کرد تا تعین اول
و حقیقت محمدی گویند) حقیقت محمدی تجلی ذاتی اور قدیم ہونے پر گویا ہے دوم
(و صورت وجودی ان حقیقت اولا در مرتبہ ارواح جوہر بسیط) مرقوم ہے نہ یہ
خود ان حقیقت تا آخر۔ اس سے حقیقت محمدی قدیم اور صورت وجودی
اسکی خارج مین حادث ثابت ہوی نہ خود حقیقت محمدی سوم (کہ شارع تارۃ
ازان الی آخرہ) اوس حقیقت کو بعقل و بقلم و بروح یا بنور تعبیر کیے ہین اسلیے
کہ بنا بر لفظ اولیت حقیقت علمی اول ہے صورت وجودی خارج سے جو اسپہ
متمسک ہے قول صاحب یواقیت الجواہر (فان قلت فقد ورد فی الحدیث اول
ما خلق اللہ نوری و فی روایت اول ما خلق اللہ العقل فی الجمع بینہما فالجواب
ان معناہما واحد لان حقیقت محمد تارۃ یعبر عنہا بالعقل و تارۃ بالنور) و قول
صاحب تمہیدات یعنے زبدۃ الحقایق رح کہ تمہید اصل السابع و تمہید اصل عاشر
مین مرقوم ہے (ای عزیز ہر کہ جان پاک سرور کائنات را صلی اللہ علیہ وسلم

بشر خوانند کا فراست از خدا بشنو فقالوا البشر یہدوننا فکفروا - وجاے دیگر گفت
ابشرا منا واحدا نتبعہ انا اذا لفی ضلال وسعر - این جان باشد کہ از بشریت صافی
باشد و ازین جہان بری باشد - اما - انما انا بشر مثلکم قالب باشد کہ قالب
ازین جہان بنا شد انتہی) مولوی معنوی فرماتے ہین **بیت** نور قرآن
ای سپر ظاہر بین + دیو آدم را نہ بیند جز کہ طین + **رباعی**
ز قرآن بس مکن بر خط و بر حرف + کہ ہر حرف بین صد معنی ژرف نہان
در حرف ہیچون مغز در پوست + حروف و لفظ حلہ معنے اوست - وہو ایضاً
منہ من تمہید اصل عاشر (اے عزیز مگر ہنوز نخواندہ کہ حق تعالے را صفتی ہست
آنرا صفت اخص خوانند کہ از ہمہ بنی آدم پوشیدہ است گر آن صفت اخص
نور محمد است کہ از ہمہ پوشیدہ داشتہ است چہ دانی کہ چہ گویم قل ہو اللہ احد
اللہ الصمد برخوان انتہی **بیت** قل ہو اللہ وصف احمد دان + از میانش
ولیک میم برآر + شاہد براین حدیث قال صلے اللہ علیہ وسلم انا احمد بلا میم و انا
عرب بلا عین ظاہر ہے قیاس برین فرمان صاحب مفاتیح بہی اسی قبیل سے
ہی کہ اثبات اسکا تصریح بسبب وشنتم مین گزرا اور نظم حکیم سنائی رح بہی اسی پہ
دال ہین کیونکہ ایک تو فی المعرفہ - اول الفکر - مکتوب ہی بسبب تعلق فکر کا ساتھ

تصور علمی سے کے ہوتا ہے کہ حقیقت محمدی ہی نہ ساتہہ وجود خارج سے کے کہ صورت اسکی
ہی اور دوسرا اس مصرع سے یعنے سلہ بود اول ز خلقت و صورت ہے سے ہونا آپ کا
پیش از پیدائش و صورت اپنے ثابت ہوتا ہی صاف ظاہر ہی اور قول بحر العلوم
بیان صورت وجودیہ خارجیہ مین کہ اسکو بہی روح اعظم کہتے ہین مذکور ہے نہ
حقیقت محمدی مین —

قولہ

اور جو حقیقت مجموع مراتب حدوث مین محسوب ہو گی قدیم ہی بالاتفاق سو ذلک
آپ کو اپنے نشان کی پاس و رعایت بہی ہو تو اللہ کی رضا —

شبہ

جناب عالی قاعدہ کلی ہی کہ کل کا ظہور اجزا مین ہوتا ہی بے وجود کل وجود
اجزا کیونکر منقش ہو سکتے ہین اگر کل قدیم ہی تو اجزا کب حادث ہونگے تمثیلت
مثلاً۔ انسان کے لیے کہا جاتا ہے کہ یہ مرتبے جو ذیل مین مندرج ہین اجزاء انسان
ہین اور سب مین اسکا ظہور رہے ۔ زید روح جسد ارکان اخلاط اعضا مقرر
ہے کہ انسان زید ہے اگر کوئی کہے کہ یہ چہہ مراتب اجزاء انسان ہین یا نہ انسان
پس قابل سخن ہذا الخیال شریف کس مرتبے مین محسوب ہوگا عیان ہے

صاحب مفاتیح متعدد مقام مین فرماتے ہین کہ حقیقتہ محمدی عقل اول ہست کہ روح اعظم ہست اور صاحب شواہد النبوۃ و صاحب مفاتیح الطلاق احادیث کہ پیدائش نور مین وارد ہین مرتبہ ارواح مین اسی روح پر کرتے ہین پھر کونسا امر مانع احتمال حقیقتہ محمدی کے وجود فی الخارج کا ہے حضرت پر حال اسکا ظاہر ہوگا۔

تصریح ۲۸

یہ قاعدہ تو ایجاد یعنے (اگر کل قدیم ہے تو اجزا کب حادث ہونگے) خلاف قاعدہ کلی بر خطار فاحش کے مد نظر ہے کیونکہ کل بنا بر کلیت و اطلاقیت کے قدیم اور اجزا بنا بر جزویت و تقیدی کے حادث صحیح القاعدہ ثابت ہے بر مثل کلیت دریا و جزویت حباب و امواج کہ با وصف جامعیت و سرایت دریا فی الحباب و الامواج جز و حباب و موج با عتبار جزویت و تقیدی کے ممتنع الاوصاف کلیت دریا کہ دریا کل اور قدیم و مطلق ہے حادث ہین والا فرمان مولانا جامی علیہ الرحمۃ کہ۔ تو جزوی و حق کل ہست اگر روزہ چند۔ اندیشہ کل پیشہ کنی کل باشی + کس محل مین ہوگا اور بخلاف اس مثل دریا کے یہ مثل کہ (زید و روح تا آخر) درصل لایق ضرب المثل نہین اسلیے کہ زید افراد انسان سے ثابت ہے نہ اجزار انسان سے بلکہ بنا بر علامت اسم انسان یعنی کل

جو وید جزویت سے مبرا اور محکوم علیہ اطلاق ساتھہ کل کے عین کل ہی باطلاق
جزویت محسوب باجزا ہو نہین سکتا کہ بحث اسکی بتصریح لبست وچہارم مین بخوبی
مسطور ہے پہر قایل شل مذکور کہ زید کو محسوب باجزا یعنے اخلاط واعضا وغیرہ
کیا ہے بخیال ہر ذی انصاف کس مرتبے مین محسوب ہوگا عیان ہے اور فرمان
صاحب مفاتیح کہ حقیقت محمدی کو عقل اول اور روح اعظم لکہتے ہین اور صاحب
شواہد النبوۃ وصاحب مفاتیح وصاحب تمہیدات اطلاق احادیث کہ ظہور
تجلی ذاتی یعنے تجلی اول وحقیقت محمدی کے بیان مین وارد ہین مرتبہ علمی مین یا
حضرت وحدت یعنے حقیقت محمدی پر کرتے ہین کہ اثبات اسکا سیاق تصریحات
ماسبق سے بخوبی معائنہ ہے نظر برین حقیقت محمدی سواے مرتبہ علمی کے وجود
فی الخارج بداہتہ باطل ہی مگر یہ قیاس بن حضرت موصوف کا البتہ بنظر الولد سری
لیتندی بابانہ کے افتذار ہوگا ۔

قولہ

طرفین[۱] کا اتفاق اثبات پر قرار پایا کہ اسما مراتب علمیہ داخلیہ قدیم ہین اور

[۱] یہ قول جواب مین اوس سوال آخر کے جو سوالات مکتوبہ حضرت موصوف سے ہی بحریر ہوا در خلاصہ اوس سوال کا یہ ہی کہ اگر آپکو اس امر کی دلیل ہی کہ جہان کہین الفاظ مذکور یعنی خلق ومخلوق عین مسطور یعنی روح ونور محمدی وغیرہ کے لیے اطلاق کیا جاے معنی حضور وظہور علمی مراد ہوتی ہے اور معنی ظاہری حقیقی بالکلیہ متروک ہوتا ہے کرکے ثابت کردین ۔

خارجیہ عینیہ حادث اس تقدیر پر تمسک لفظ مستعمل فی المراتب کے معنی کا محتاج بقرینہ ہوا یعنے بسوق قرینہ دالا معنے ان لفظون کا اگر مراتب علیہ ہو تو بمعنے وصدور و تقدیر و ظہور وما اشبہ ذلک لے سکتے ہین و خارجیہ ہو تو بمعنے حدوث فقط

شبہ

بے ادبی معاف سوال از آسمان جواب از ریسمان اسی کا نام ہی یعنے سوال مقید سے جواب مطلق سے لفظ خلق و مخلوق کا معنے مطلقاً کسنے پوچھا بلکہ سوال حدیث اول ما خلق اللہ نوری و روحی وغیرہ مین لفظ خلق بمعنی ظہور وحضور علمی ہی کرکے کسی کتاب معتبر سے بتانے کے لیے ہی سو جواب لفظ مستعمل فی المراتب سے ملا کہ سراسر بے محل ہی بااین کسی نے نہین لکہا کہ یہ لفظ کہین بمعنے ظہور وحضور علمی بہی آتا ہے واللہ اعلم دعوے عالی پر کسی کتاب کی دلیل طلب فرماتے ہین مگر حضرت خود بقبل اجتہاد بعراپا فرماتے ہین سے

تصریح ۲۹

سوال از آسمان جواب از ریسمان البتہ بلا ارتیاب نزدیک اوس شخص کے ہی جو شعار علم سے عریان اور جہل مرکب سے مرکب ہو کیونکہ مطلعیت سوال الا قیدہ احادیث مذکورہ کے لفظ (جہان کہین) سے جو مندرج سوال ہی

ظاہر ہے قیاس برین قیاس مقیدہ بہ نسبت مطلق کے کس محل مین ہوگا پس
جواب بہ بنا سوال لفظ مستعمل فی المراتب سے برمحل ثابت ہے نہ بے محل علاوہ
برین ایک دو کتابین بہی شاید نظر سے گزرے ہین یا نہین یہ دعوے کہ
(با این کسی نے نہین لکہا کہ یہ لفظ کہین بمعنے ظہور و حضور علمی آتا ہے۔ دلیل
بر حال حسب حال ہے چنانچہ صاحب تمہیدات علی الخصوص اس حدیث مین
معنے خلق کا ساتہہ ظہور کے لیے ہین وہو ہذا۔ (قال عم اول ما خلق اللہ
نوری۔ اے عزیز خلقت بزبان عربیت ہر چند معنے حمل کنند بمعنی آفریدن
باشد چنانچہ خلق لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعا۔ و بمعنی تقدیر باشد
و بمعنی ظہور بدین حدیث ظہور وجود میخواہد انتہی) اسیطرح باوجود موجودیت
دلایل شعر مہری و قول صاحب مفاتیح کے کہ خود بدولت بہی اکثر اقوال مفاتیح
استناد کیے ہین ایسا بے اجہتا بجہنا سواے حال صدر کے کیا محسوب ہوگا۔

قولہ

اور بے شک اسی قبیل سے ہے جو تمسک کیا صاحب مفاتیح الاعجاز نے لفظ
خلق کو حدیث ان اللہ خلق الخلق فی ظلمۃ مین بمعنے تقدیر وہو قولہ و خلق
درین محل بمعنے تقدیر است یعنی تقدیر سابق بر ایجاد است اور مہری رح نے

بمعنی حضور جیسا کہ فرمایا حدیث کنت کنزاً و اول ما خلق اللہ نوری کے معنی
مین وہو کنت کنزا کہ بد قدم مستور ۔ کہ ز کتمان صرف خواست عبور ۔ کرد
نور نبی ز غیب حضور ۔ ہر چہ ہست انتخاب اسقام مین ہم بالکل اصرار کو
کام فرماتے ہین کہ بے شک مراتب علمی مین خلق و مخلوق معنی سے حضور
و تقدیر کے آتے ہین اور معنے ظاہری حقیقی متروک ہو جاتا ہی مطلقاً جیسے
سیاق دلائل ماسبق سے معائنہ ہی معذلک ۔

اعتراض

حدیث یون ہی ان اللہ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہ من نورہ فمن اصابہ
ذلک النور اہتدی ومن اخطاءہ ضل ۔ دوسرے اکثر بزرگان دین اس
حدیث مین خلق کا معنے پیدایش لیے ہین اور اس حدیث کو اس حدیث
کی شاہد ٹھہراتے ہین قال السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی
فی بطن امہ اور مراد ظلمۃ سے ظلمۃ شکم مادر لیے ہین یہی معنی اقرب بصواب
ہی اور اسکا رد معقول برخوردار سید جیمیان ۂ عمرہ کی تحریر سے ظاہر ہوگا
انشاء اللہ تعالی مگر یہان اتنا معلوم کرین کہ سوال روح و نور محمدی کے
لیے اور جواب اعیان ثابتہ سے فافہم ۱۲ ۔

شبہ

سوال احادیث متنازع فیہا یعنے اول ما خلق اللہ نوری ور وحی وغیرہ
مین سے اثبات اصرار عالی بمعنی ظہور و صدور علمی تہا مگر حدیث ان اللہ
خلق الخلق نے ظلمۃ بمعنی تقدیر و شعر جہری رض۔ کر دلو بنی زغیب حضور
پیش کرتے ہین کہ یہ بجیذ وجہ والد امجد کے سوال کا جواب ہو سکتا ہے
نہ دعوے حضرت پر دستاویز وجہ اول خلق بمعنے تقدیر بر محل خود مستعمل کیا
جانے مین کون معترض ہے بلکہ اعتراض بمعنی ظہور و صدور و حضور علمی
مین بلا ترکیب لفظ دیگر ہے کیونکہ یہ الفاظ لازمی ہین اور خلق متعدی یہ
صریح البطلان ہے کہ لازمی بمعنے متعدی یا برعکس برتا جائے۔ دوسرا
صاحب مفاتیح با وجود خلق بمعنے تقدیر لغت مین ہوتے ہوئے درین
محل کا فیدا اسیلئے کرتے ہین کہ کوتہ اندیش ہر کہین یہ معنی نہ لیوین مگر اسکا
محل مین کیونکہ ظلمت یہان مراد عدم سے ہی شک نہین کہ اگر بچشم انصاف
و بلا اصرار و اعتصاف حدیث مذکور کے شرح کتاب مسطورین دیکہا جاوے
تو ظاہر ہو گا کہ عین محمدؐ جو صورت علمیہ حقیقت محمدی ہے سب سے پہلے
مشرف برش نور ہوی ہے کہ اسکا قرب اظہر من الشمس ہے دیگر نہ مخاطب

بضلالت ولعب کرنا پڑیگا اللهم ارنا الحق حقا۔

تصریح ۳۰

یہ حدیث (ان اللہ خلق الخلق سے فی ظلمتہ تک) مراد اشارت کے تحریر ہی نہ موافق قیاس حضرت موصوف کے جو اس جملہ کو پوری حدیث سمجھ کر حدیث یون ہی تا آخر لکھے ہین اور ماسپر یہ دعوے بے دلیل کہ (اکثر بزرگان دین اس حدیث مین معنی خلق کا ساتھ پیدایش کے لیتے ہین اور شاہد حدیث السعید من سعد تا آخر ٹھہراتے ہین) ہرچند قابل سند نہین اسلیے کہ دعوے بدلیل غیر معتبر ہی قطعاً اور جو اگر ہو بھی تو باعتبار ظاہر عند العلماء ظواہر کے اقرب بصواب ہو ولیکن نزدیک جمہور اہل تحقیق کے مخالف مضمون اور کمال بے بہرگی مسایل باطنیہ بدلیل ظاہر ہی والا صاحب مفاتیح اس حدیث مین جو معنے ساتھ تقدیر کے لیے ہین بالعزوہ مرتکب بالخطا ہوئے اور نہ کوئی قول انکا قابل سند نہ اور ابطال اس رد کا جو بن حضرت موصوف سے تحریر ہوا ہے ذیل مین اسی تصریح کے بخوبی کیا گیا ہی علاوہ برین یہ طرفہ تر ماجرا ہی کہ حضرت موصوف نے سوال تو کیے مگر معنی سوال کو خود ہی نہ سمجھے کہ مضمون سوال کچھ اور ہی تو قیاس سایل کچھ اور کیونکہ اس عبارت

سوال سے کہ (اگر انکو اس امر کی دلیل ہے کہ جہان کہین الفاظ مذکورہ عین
مستور وغیرہ کے لیے اطلاق کیا جائے بمعنی حضور وظہور علمی مراد ہوتی ہے اور معنی
حقیقی بالکلیہ متروک ہوتا ہے کر کے ثابت کردین) یہ حاصل ہوتا ہے کہ اطلاق
لفظ خلق ومخلوق کا ساتھہ روح ونور محمدی کے ہو ایسکی صورت مین معنی خلق
ومخلوق کا ساتھہ ظہور وحضور علمی کے ہونا اور معنی حقیقی بالکلیہ ترک ہونا ثابت
کرین نظر برآن بربنا سوال خود حضرت وحدت ہی کہ مرتبہ علمی ہے روح اعظم ونور محمدی
سے معبر ہے کہ اثبات اسکا الفقرہ حکایات گزشتہ سے معاینہ ہے با این قاضی حمید الدین
ناگوری تفسیر پارۂ عم سورہ القدر مین لکھتے ہین (وتحقیق روح از غوامض
اسرار الٰہی ست اما علی الاجمال این قدر باید دانست کہ روح منقسم بسہ قسم است
قسم اول روح اعتباری کہ تنزل روح اضافی ست واین روح مایہ حیات
قوالب انسانیست قسم ثانی روح اضافی کہ مصدر روح اعتباری تنزل روح علوی است
وآن از صفات الٰہی ست کہ تعبیر ازان بجبروت میکنند ونفخت فیہ من روحی کنایت
ازان ست ودر تجلی این روح غیر از وحدت ہیچ مشہود نمیگردد وثالث روح
علوی کہ معبر است بحضرت لاہوت وبیان آن از تعریف وتعریف آن از بیان
مستغنی ست بلیت لباس وصف بر بالای اورنگ بد سمند معرفت در راہ او لنگ

انتہی ا پس مراد ان دو قسم اقسام ثلاثہ مذکورہ سے مراتب ذات و صفات جو معبر
ہین بحضرت جبروت ولاہوت کے روح اعظم و نور محمدی ہی ثابت ہے اطلاق
لفظ خلق و مخلوق ساتہہ اسکے ہونے ہی با فائدہ بمعنے تقدیر و ظہور و حضور
وغیرہ کے مستعمل اور معنی حقیقی بالکلیہ متروک ثابت و محقق ہے جواب سابقہ
معنی خلق و مخلوق کے ہوا نہ ساتہہ اعیان ثابتہ کے اب یہ تصریح اوس
شبہہ کی ہے کہ سوال بلا تخصیص و قید احادیث مذکورہ کے ساتہہ معنی الفاظ خلق
و مخلوق متنازع فیہا باعتبار اطلاق کیا جانے ساتہہ روح و نور محمدی کے
ہے اصرار عالی بمعنی ظہور و حضور علمی کے واقع ہے صاف ظاہر ہے نہ موافق سیاق
تحریر شبہہ کے کہ دلیل براین دعوے حضرت موصوف موجود ہے ملاحظہ فرمایئے
کہ (لفظ خلق و مخلوق کا اطلاق روح و نور محمدی وغیرہ کے لیے آیات
و احادیث و اقوال مین جہان کہین کہ ہو معنی آفرینش و پیدائش کہ بمعنی
صریح وجود سے اخراج ہے ہم تو آپ کو بتلا دیے تا آخر اور اگر آپ کو اس
امر کی دلیل ہے کہ جہان کہین الفاظ مذکورہ عین مسطور وغیرہ کے لیے
اطلاق کیا جاوے معنی حضور و ظہور علمی مراد ہوتی ہے اور معنی حقیقی بالکلیہ
متروک ہوتا ہے کر کے ثابت کر دین انتہی) پس نظر برین یہ شبہہ مہمل عدم

فہمید گی معنے پر محمول ہے اس سے امید قوی یہ ہے کہ کیسے ہی کچھ دلائل تو یہ کیون نہون چہ جائیکہ قول مفاتیح وشعر مہری نہ پیش کردہ حضرت مرحوم نہ حضرت موصوف کے سوال کا جواب ہونگے نہ دعوی کسی مدعو پر دستاویز ولیکن نزدیک ادن لوگون کے جو حق وانصاف کو پیش نظر رکھتے ہین اور مسائل باطینہ سے اگاہ پس قول مفاتیح وشعر مہری دلیل کردہ حضرت مرحوم بلاشبہ بچند وجوہ سوال حضرت موصوف کا جواب اور بر دعوے خود دستاویز مسلم ہے وجہ اول اس دعوے سوال عالی سے کہ ایہی بلالحاظ ہے الخلاف ادس نسبہ کے سواے معنی آفرینش وپیدایش کے معانیہا سے متنازع فیہا یعنے تقدیر وظہور وحضور وغیرہ سے انکار صریح ثابت ہے نہ ازان بالتقدیر اقبال بلکہ یہ فرمان حضرت موصوف ہی کہ اکثر بزرگان دین اس حدیث مین خلق کا شنئے ساتھ پیدایش کے لیتے ہین تا آخر محبت پر انکار بطور تاکید کے واقع ہے دلیل قطعی ہے اور سواے اسکے تقدیر بھی مانند حضور وظہور وغیرہ علمی کے لازمی ہی ثابت ہے کہ تعلق اور ثبوت اسکا نفس العلم ہے نہ فی الخارج اور معنے خلق کا عندالاہل لغت کے بر تقدیر پیدایش وتقدیر ہونیکے خلق ہم لازمی وہم متعدی ثابت ہی نہ فقط متعدی

اور الفاظ ظہور و حضور و غیرہ کہ اصطلاحًا قرار داد اہل مکاشفہ سے منسوب
بمعنی لفظ خلق ہین نظر بر ین استعمال خلق بمعنی الفاظ مذکورہ کے کہ لازمی ہین
بدیہۃ التحقق مثبت اور بطلان اسکا صریح البطلان مد نظر عرو الاذوات صاحب
تمہیدات و صاحب مفاتیح وحیدری رح و غیرہ جو انکو تبعیت صوفیا ر سابقین سے
ثابت ہی مع ذوات متبوع ناموردا عتراض ہوئے نہ حضرت مرحوم اور ثانی
غرض صاحب مفاتیح کی (قید درین محل سے) صرف یہ ہو کہ معنی لفظ خلق
کا باعتبار لغت و اصطلاح اہل مکاشفہ کے ساتھہ تقدیر و پیدایش و ظہور
و حضور و غیرہ کے ہوتا ہے پس اس حدیث مین یعنی ان اللہ خلق الخلق
فی ظلمت مین بخلاف حدیث کنت کنزا اور اول ما خلق اللہ نوری و کذا
روحی کے کہ امین باعتبار مستعمل فی المراتب معنی لغوی و اصطلاحی لیے
جاتے ہین معنے خلق کا ساتھہ تقدیر کے ہی موافق اوس شبہ کے —

اعتراض

حیدری رح یہ نہین فرماتے ہین کہ ہر دو حدیثو مین خلق بمعنی حضور ہے بلکہ
وہ فقط حدیث کنت کنزا الخ کا خلاصہ بیان فرماتے ہین میان موصوف
کی اس سمجہ کا فساد بر جوزدار سید عبد الکریم کی تحریر اور فقیر کی اس سید منقح

کے جواب مین لکھا ہے سو تقریر سے کہ آگے آئیگی ظاہر ہوگا مگر یہان اتنا

معلوم کرلین کہ فرمان مہدی رضؓ مین کمروسکے لفظ کا فاعل اللہ تعالے ہی

نہ نور نبیؐ جیسا لفظ خواست عبور مین فاعل اللہ تعالے ہی چنانچہ حرف ز

زغیب حضور مین کہ بمعنے تجاوز وتعدیہ ہے ایک محل سے دوسرے محل مین

اور غیب کہ علم آلہی کو کہتے ہین اسپر دلیل ہی پس معنی یہ ہوا کہ جب اللہ تعالے

ظاہر ہونا یعنے پہچانے جانا چاہا تو اپنے علم سے نور نبیؐ کو خارج مین پیدا کیا

نہ یہ کہ نور نبیؐ خود بخود علم آلہی مین حاضر ہو گیا اگر یہ معنے کرین اول نور نبیؐ

آپ سے آپ ہی حاضر ہونا لازم آتا ہی دوسرا علم آلہی ظرف نورِ مظروف ہونا

واجب ہوتا ہے

شبہ

تیسرا مصرعہ مہدی رضؓ سراسر نقیض عندیہ عالی ہی اگرچہ اسکی شرح بہت

طول ہی اس عریضہ مین سما نہین سکتی تاہم مختصر عرض کیا جاتا ہی کہ اولاً مہدی رضؓ

خلاصہ حدیث بیان فرماتے ہین نہ ترجمہ لفظی ثانیاً اگر یہی نفس حدیث کا

معنے تصور کیا جائے تو خلاف اور اکابرین محققین کا ہوگا در نہین نہین ہے

ملاحظہ فرمائیے کہ اسی حدیث کا صاحب مفاتیح کیا معنے کرتے ہین اور عبد العلی

کیا لکھتے ہین ثالثًا برعایت قافیہ لفظ حضور لکھا گیا ہے رابعًا فارسیونکا

قاعدہ ہے الفاظ لازمیہ عربیہ کو عندالضرورت لفظ کردنا اشبہ ذالک سے

متعدی بنا لیتے ہین مثلاً قبول کردن۔ خامسًا با اینہمہ خلق بمعنے حضور ہی

فرض کیا جاوے تو فرمایئے کہ حضور علمی کیونکر ثابت ہو گیا شاید سہی

ارادے سے نقل سوال سے جو مراسلۂ حضرت مین وارد ہے لفظ علمی

مابعد حضور و ظہور حذف کیا گیا بلکہ یہان حضور خارجی ثابت ہو رہا

ہے کہ نورِ نبی وجود حقیقت محمدی سے فے الخارج کا نام ہے جو احادیث

بالامذکور سے ثابت کیا گیا اور غیب علمِ الٰہی کو کہتے ہین حضور کردن

حاضر کرنا نہ علم مین حاضر کر لینا۔

۱۳ تصریح

اِس فرمان شرح وار سے حدیث کنت کنزًا اور اول ما خلق اللہ نوری

مین خلق بمعنی حضور بالمشاہدہ معاینہ ہے نہ قیاس حضرتِ موصوف۔

کیونکہ شعر مہری رہ سے مصرعہ اولی کنت کنزًا اور ثالث اول ما خلق اللہ

نوری کی خبر پر مخبر ہے اسیلیے کہ بنا۔ فرمان ساتھہ کنت کنزًا کے اور قید

نورِ نبی کا دلیل بر حدیث اول ما خلق اللہ نوری کے واقع ہو کہ لفظ نور سہی

حدیث مین مذکور ہے نہ کنت کنزاً مین نظر براین فساد سمجھہ بہ نسبت مخاطب کہ دید باز حضرت موصوف ہر جا و ہر مقام پہ ہوتا ہی باعتبار فساد سمجھہ خود بدولت ہی کے ہی نہ فی الحقیقت بہ نسبت مخاطب باآنکہ بشرط انصاف معاینہا۔ فرمان مہری شفا مر قومۂ حضرت موصوف بہ چند وجوہ دلیل بر حال ہین کیونکہ اوّلاً یہ مرتبہ کہ ہنوز فاعل و فعل و مفعول بلاتمیز یکدیگر ایکہی حکم مین ہین اور کرد[۱] باعتبار ہم لازمی و متعدی ہونیکے یہان صیغہ لازمی ہی لیا جاتا ہے نہ متعدی متعدی مقتضی اوپر غیر موجود الحال کے ہوتا ہی پس فاعل لفظ کردن بنی محکوم علیہ وحدت حضرت حق کہ علم اول و حقیقت محمدی سے مراد ہی بلالحاظ غیر و غیریت کے خود فاعل و خود مفعول ہی اور ثانیاً حرف ز یہان بمعنے آغاز کے ہے نہ بعد و تجاوز کے کہ لازمہ انتقال و انفکاک و محل و ظرفیت ذات و صفت اور اثنینیت کے مدنظر ہوتا ہے یہ باطل ہی اور ثالثاً غیب کہ فی الاصطلاح صوفیہ ہستی محض جو قید اطلاق سے مطلق و مبرا اور غیب الغیب و غیب ہویت سے معبر ہے مراد ہی نہ علم آلہی قطع نظر اسکے غیب باعتبار ضد حضور ہونیکے بہ نسبت علم عز ذاتہ غیر مربوط ہوتا ہے والا اوصاف علم بر علم

---

[۱] کیونکہ کردن سوا سے معنی معروف کے بمعنی شدن کہ شدن لازمی ہی ثابت ہی مستعمل بالمحاورہ صحیح و درست ہی من غیاث

الٰہی صادق ہونگے بنا بر علیہ معنی اس فرمان کا بخلاف قیاس حضرت موصوف
کے یہ ہوا کہ جب اللہ تعالے نے پہچانے جانا چاہا تو نور نبی یعنے خود حضرت
وحدت ہی کہ باعتبار خود از خود بر خود ظاہر و روشن ہونیکے منسوب بنور
ہے ہستی صرف سے سات صورت تعین علم مطلق کے حضور فرمایا چنانچہ حضرت
مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے لوایح شریف مین تحریر کیا ہے (ذات من حیث ہی ہی
از ہمہ اسما و صفات معرا است و از جمیع نسبت و اضافات مبرا است اتصاف
او باین امور باعتبار توجہ اوست بعالم ظہور در تجلی اول کہ خود بخود بر خود تجلی
نمود نسبت علم و نور و وجود و شہود متحقق گشت پس قیاس حضرت موصوف کا کہ (اول نور نبی پیدا ہوا
حاضر ہونا لازم آتا ہے دوسرا علم الٰہی ظرف اور نور مظروف انتہی) بر تقدیر
نور نبی غیر حق اور ممکن ہونیکے ہو سکتا ہے نہ درین مقام و مرتبہ کہ ہنوز نور
علاین حق اور سواے ذات الٰہی کے نہین اب یہان سے تصریح اوس شبہ
کی ہے ثالث باعتبار نہ سمجھا جانے معنی کے نزدیک انکے مصرعہ مہری کا
تصنیف عندیہ مرحوم پایا گیا اگرچہ شرح اسکی بہت طول اور گنجایش مختصر سے
باہر ہے تاہم مختصر لکھا جاتا ہے کہ اولاً اگرچہ مہری رند خلاصہ حدیث ہی بیان
فرمائے ہوں نہ ترجمہ لفظی مگر خلاصہ معنی لفظی سے ماخوذ ہوتا ہے نہ بدون اسکے

پس معنی مرقومہ مہری اصطلاحی اہل مکاشفہ ہے گو خلاصہ حدیث ہی فرض کیا جائے
ثانیاً اگر بخلاف اسکے نفس حدیث کا معنے تصور کیا جائے تو خلاف اور اکابر ان
محققین کا ہوگا نہ موافق اس شبہہ کے چنانچہ صاحب تمہیدات و صاحب مفاتیح
اور وہ لوگ کہ انکو جنسے تبعیت ہی باعتبار تحریر کرنے انکے نزدیک ان
سبھونکے اس حدیث کا معنے یہی ثابت ہے کہ خاتمہ کتاب مثبت بالشہادات
سے بخوبی معائنہ ہوگا ثالثاً لفظ حضور باعتبار معنے اصطلاحی ثابت ہو چکے
کہ ثبوت اسکا اوپر کیا گیا فقط رعایت قافیہ پر محمول ہو نہین سکتا کہ یہ حمل
ظنی خطا محض ہے بلکہ باعتبار حصول معنی با وصف رعایت قافیہ کے تحریر
ہے نہ یہ کہ صرف بہ نظر رعایت قافیہ رابعاً قیاس قاعدہ فارسیان یعنی
(عند الضرورت الفاظ عربیہ لازمیہ کو ساتھ لفظ کردو ماشبہہ ذلک
سے متعدی بنا لیتے ہین) باعتبار اس مرتبہ علمی کے بہ نسبت مضمون بعید
از مضمون اور مستغنی بالضرورت مد نظر ہی باطل ہے کیونکہ خصوص یہ مرتبہ
علمی کہ ثبوت اسکا مراتب علمی سے ہونے پہ تصریحات گزشتہ مین مکتوب
اور ملاحظہ ہوا متنفی اوپر لازمی ہونیکے ہے نہ متعدی ہونیکے خاصکر
باایہمہ بہ عین مجبوری اوپر جیسا کہ خلق بمعنے تقدیر کے ہونا قبول فرمائیے

اور یہان یعنی حضور اسیطرح حضور علمی واجب التسلیم والسکوت ثابت ہوا اسیلیے کہ کوئی
شئے تا وقتیکہ حاضر فی العلم نہووے موجود فی الخارج نہین ہو سکتی مثلاً مضمون
کہ بلا حضوریت علمی کے ہر چند مکتوب فی الخارج نہو گا قیاس برین خود لفظ
علمی ما بعد حضور وظہور کے واقعی الٰہی بنا بر واقع ہے کیونکہ یہان حضور علمی ثابت
ہو چکا کہ نور نبی کا نام مرتبۂ علمی مین حقیقت محمدی ثابت ہی اور آیات قرآن و
احادیث مذکورہ واقوال اکابرین سلف بر اثبات اسکے وارد ہین پس یہان
بحیثیت ہستی محض و ذات بحت کو کہتے ہین نہ علم الٰہی کو کہ بحث اثبات اسکی
بصراحت سے ظاہر ہے بنابرین حضوری نور ہستی صرف سے علم الٰہی مین ہے
نہ علم الٰہی سے خارج مین —

شبہ

بہ نسبت این دلایل باہرہ وبینہ این ساطعہ جب دعوے حضرت پر (کہ ہم
بالکل اصرار کو کام فرماتے ہین) نظر پڑی تو حذر عظیم پیدا ہوتا ہے کہ یہ خود
بحد ضرب المثل نہ پہنچے اور اقبال کلام راستہ سے لغزا ہے مثل مشہور کوسون
دور نہ رہ گئے قبلہ گاہم قاعدہ تواجد (معنی ظاہری حقیقی بالکلیہ متروک
ہو جاتا ہے مطلقا) معلوم نہین حضرت کو کہان سے دستیاب ہوا الحمد

منقول سے کے دو قسم مشہور ہین ایک عرفی دوسری اصطلاحی عند البعض خصوصاً اہل اسلام ایک شرعی بھی مقرر کیے ہین۔ بہر کیف کسی قسم مین معنی ظاہری سے ہرچند عدول نہین الا فرقہ باطنیہ کو۔

تصریح ۳۲

با اینہمہ باوجود کثرت دلایل ساطعہ کے جب اس فقرہ شبہ پر کہ (یہ خود بجد ضرب المثل نہ پہنچے تا قاعدہ نو ایجاد کہاں سے دستیاب ہوا) نظر پڑتی ہی تو نہایت استعجاب ہوتا ہے کہ یہ مثل انہین کے حق مین ضرب المثل ہوئی نہ بہ نسبت مرحوم کیونکہ اقسام ثلاثہ منقول مبینہ سے ہزارہا الفاظ مین معنی ظاہری کا ساقط و عدول ہونا جمہور اعلی و ادنے کے پاس صحیح و ثابت ہی چنانچہ لفظ روح و۔ عین کہ روح بمعنے۔ جان و رحمت۔ و قرآن و نام عیسیٰ و نام جبرئیل اور نزدیک اطبا کے بخار لطیف اور نزدیک فقہا کے امر الٰہی ہے اور عین بمعنے چشم و چشمہ آب و آفتاب و زانو و دینار و زر سرخ و مال و باران و آبرو و بہتر و برگزیدہ ہر چیز و ذات ہر شئے و برادر و مادری و پدری و شخص و نفس۔ و حقیقت ہر چیز و اہل خانہ و قوم جاسوس وغیرہ پس ہرگاہ معانیہای مذکورہ الفاظ مسطورہ سے کوئی ایک معنے جیسا کہ روح نے قرآن

یا نام علیسعیؔ اور عین سے اہل خانہ یا قوم جاسوس لیا جائے تو معنی ظاہری حقیقی روحؔ کا کہ خاص جان اور عین کا چشم مشہور عالم ہے خواہ مخواہ بالکلیہ ساقط و متروک ہے مطلقًا بالفرض قطع نظر اسکے باعتبار فرقہ باطنیہ کے کہ نسبت انکی طرف صوفیہ کرام رض اہل مکاشفہ کے راست و درست ہوئی ہے بطریق اولی مستوجب ابطال ثابت ہے نہ ازان انکار بلکہ یہ مسئلہ باطنی ہے اور ثبوت اسکا ساتھ اہل باطن کے ہے نہ ساتھ اہل ظاہر کے نظر برین یہ فقرہ انکا کہ (لا فرقہ باطنیہ کو) باوجود اس دعوے عالی اپنے اور حضرت موصوف کی کہ (جرأت معاف یہ سراسر خلاف صوفیہ کرام تا آخر) اور (بلکہ کسیکو علم ظاہر مین کمال تامہ بھی ہو ہرچند سبب حصول علم باطن نہین ہوتا) کس مرتبہ مین محسوب اور کیا نام پاتا ہے عیان ہے۔

شبہ

قبلہ گاہم والد بزرگوار وجود حقیقت محمدی کے فی الخارج مین دلائل بے شمار ایک نہین کئی بار تحریرًا و تقریرًا پیشکش حضرت کیے ہین پھر حضرت کا تقاضائے شدید فرمانا کسدرجہ مین ہے اور کیا نام پاتا ہے عیان ہے بہ نسبت

سلہ

معنی ظاہری حقیقی روحؔ کا جان اور عین کا چشم کہ باقی آنکو معانی مذکورہ اصطلاحی ثابت ہین مصداق الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد کے کہ اس کے معنے مفرد موضوع لہ حقیقی اور سوا اسکے جتنے معانی ہون اصطلاحی ہین والا تمل معانی مجازی و اصطلاحی حقیقی

اون دلائل سے کے جو والد امجد ہدیہ حضرت کیے ہین اور بیوم الدعوت کرنیوالے
ہتے ہے کہ بقحواے کل امر مرہون باوقاتہا معطل رہے ہین کہ وہ کہتے ہین ہیچ و
بے بود مین کیون ہو وہ دریا ہے یہ قطرہ وہ آفتاب ہے یہ ذرہ انکا جواب تو
درگذر انکا حل ہونا عمر بہر دشوار تر۔

تشریح ۳۳

اثبات وجود حقیقت محمدی فی الخارج مین جتنے دلائل کہ پیش کردہ حضرت
موصوف وبن حضرت موصوف مکتوب فی الکتاب ہین سراسر خلاف دعوے
دونون کے حقیقت محمدی مراتب علمیہ ہی سے ثابت ہونے پر موید ہین کہ بیان
انکا بذیل ہر ایک تفصیلاً گذر چکا۔ باوجود اسکے انکا یہ دعوی (اونکا تو جواب
درگذر انکا حل ہونا عمر بہر دشوار تر) حسن لیاقت وخوبی فہم کی دلیل ہے اور جبکہ
یہ بات دلمین متمکن ہوجائے کہ دروغ و باطل جو کچھہ ہم سمجھے ہین خواہ مخواہ وہی
حق ہے تو اونکے مخاطب ہی کو کیا بلکہ مولوی روم اور فخر رازی کو بھی حل سوالات مین
عاجز جانین تو عجب نہین۔

قولہ

بلکہ مضمون وسیل آپکا اسوضع پر چاہیے کہ حقیقت محمدی خارج مین اس مقام کا

نام ہے اور یہ کتاب معتبر اسپر شاہد ہے باوجود رعایت دفع دخل جو پیشتر نشان دلیل مفروض علیہ سے من الوجوہ متبادر ہی۔

شبہ

عقیدتمند یہ درخواست حضرت (بلکہ مضمون دلیل آپ کا اس موضع پر چاہیے کہ حقیقت محمدی خارج مین اسمقام کا نام ہے اور یہ کتاب معتبر اسپر شاہد ہی) دیکھکر ہی دلایل بالا مذکورہ باسید منظوریتیہ نظر حضرت کیا ہے اور مکرر خلاصتًا عرض کرتا ہے مولف شواہد النبوۃ فرماتے ہین وصورت وجودی آن حقیقت اولًا در مرتبہ ارواح جوہریست مجرد کہ شارع تارۃً ازان بعقل وتارۃً بعلم وتارۃً بروح یا بنور تعبیر کردہ است الخ من مفاتیح وحقیقت محمدی عقل اول است کہ روح اعظم ست کہ اول ما خلق اللہ العقل الخ۔

۳۴ تصریح

کیفیت دلائل مذکورہ بالا گذرانیدہ بن حضرت موصوف تصریحات گذشتہ سے تو توضیحًا ظاہر ہو چکی اور خلاصہ دلائل مکررہ خلاصتًا کا یہ ہے کہ مولف شواہد النبوۃ وصورت وجودی آن حقیقت تا آخر۔ لکھے ہین نہ خود نفسہٖ ان حقیقت پس اس سے صورت وجودی اوس حقیقت کی مرتبہ

ارواح مین حادث ثابت ہوئی نہ حقیقت محمدی علیہ السلام اور غرض صاحب حسب
مفاتیح کی۔ و حقیقت محمدی عقل اول ہست تا آخر سے وہی مرتبہ علمی حضرت
وحدت مراد ہے کہ حضرات صوفیہ اوس حقیقت محمدی کو عقل اول
و روح اعظم وغیرہ کہتے ہین نظر برین یہ دلایل پیش کردہ انکی بے شک
انکے دعوے کیلیے دلیل نہوے بلکہ حقیقت محمدی مراتب علمیہ سے ہونے
پہ دلیل ہین مگر انصاف ضرور ہے

قولہ

اولاً قصد آپ کا پے اثبات حدوث حقیقت محمدی وجود حقیقت محمدی
سے وجود فی الخارج ہو تو دلیل بخلق و مخلوق بمعنی حدوث ناچار و بالفرض
عبث و باطل ہے اسلیے کہ ہر موجود خارجی خود بخود حادث ہی مطلقا ثانیاً
ہر موجود خارج کو ایک عین ثابت فی العلم ضرور ہے والا بے ملاحظہ تقدیر
علمی ایجاد فی الخارج ممکن نہین لہذا تقدیر سابق بر ایجاد ہی بالاتفاق
اس تقدیر پہ حقایق محمدی کی کثرت دیکھیے پہلے وہ حقیقت متفق علیہا
کہ جسکو حضرت وحدت حقیقی سے بتعبیر کرتے ہین دوسری یہ حقیقت فرضی خارجی
کہ جز لفظ خلق و مخلوق جسکے حدوث پہ دلیل نہین تیسری اسکا عین ثابت

بدلیل حقایق ممکنات خواہ مخواہ یہ حقیقت ہی اس مشہد مین کیا اچھی بنی لو اور سنو
یک نشد سہ شد اور فساد اس عقیدہ کا ظاہر ہی۔

شبہ

اور فرمان والا۔ اولا اگر قصد آپکا حیرت مین ڈالنا ہی یہ دلائل منکر وجود
حقیقت محمدی فی الخارج کے لیے ہین نہ مدلل کے لیے بلکہ اثبات صورت
علمیہ حقیقت محمدی مین جتنے دلائل بیان کیے گئے اور کیے جاتے ہین سب
بلاریب مخاطب بہ تحصیل حاصل ہوتے ہین کہ مرتبہ احدیت کے قدم کا کسکو انکار
ہے اس میدان بحث مین طول طویل جولانی محض بیکاری ہی توقع کہ بمجرد ملاحظہ
مژدہ اقبال سے مالامال فرماوین اور دل کمترین سے خوف بے استقلالی
بہ نسبت حضرت عالی کہ گاہ گاہ وقوع مین آتے دیکھا ہی نکالین یہ خاکسار
کا اتہام نہین تحریر عالی گواہ ہے ہو ہذا حضرت اتفاق تامہ مین مراتب علمیہ
کے قدم وخارجیہ کے حدوث وروح اعظم وعقل کل وام الکتاب وتعین اول
بر اطلاق حقیقت محمدی کے قائل ومقر ہین۔

۳۵ تصحیح

اس حیرت بر نہایت حیرت ہی کہ باوجود امتناع وجود حقیقت محمدی فی الخارج

باعتبار معنی لغوی و حقیقی لفظ حقیقت اور اون دلائل کثیرہ کے جو پے درپے
پہنچائے گئے ہین پھر (یہ دلائل منکر وجود حقیقت محمدی سنے اخراج کے لیے ہین نہ
مدلل کے لیے) کہنا سواے سینہ زوری بے محل کے کیا متصور ہوگا برابہم
جو اگر کبھی بحین لاچاری نبظر اس عبارت کے (بلکہ اثبات صورت علمیہ حقیقت
محمدی مین تا آخر حقیقت محمدی مراتب علمیہ ہی سے قدیم ہونے پر قایل
ہوتے ہین تو برعایت تعاید پدری قایم نہین چنانچہ پہلے خود حضرت موصوف
بھی کتاب ختم الہدے سبل السوی مین ہدیہ مہدویہ کے باب ہفتم سے شبہ
دوم کے جواب مین بطور دلیل لکھتے ہین کہ ۔ زبدۃ الحقایق مین عین القضات
ہمدانی قدس سرہ فرماتے ہین ۔ قومی از محمد صورتی و نبی و شخصی میدیدند
و بشر بشریتی با بینندگان ظاہر مے نمودند قل انما انا بشر مثلکم با ایشان
درین مقام گفتند و قالو ما لہذا الرسول یاکل الطعام یمشی فی الاسواق
اما جان او را باہل بصیرۃ بحقیقت نمودند تا بہ جان و دل حقیقت او بدیدند
بعضے اللہم اجعلنا من امۃ محمد و بعضے گفتند لاتحرمنا من صحبۃ محمد و بعضے
گفتند اللہم ارزقنا شفاعۃ محمد اگر درین حالت و درین ولایت او را بشر
جویند یا او را بشر گویند کافر گردند بر خوان فقالوا بشر یہدوننا فکفروا

تا وہی نیز بیان کردائی لست کا مخدمنکم پس یہ قول صرف بیان قدم مرتبہ حقیقت محمدی مین وارد ہی اور اکثر تحریرات حضرت موصوف در جوابات اس باب ہفتم ہا یہ سکے اسہی قبیل سے ہین کہ یہ عبارت مرقومہ مونہ اون با قیات سے ہے اور اب یہان با وجود فیصلنامہ مین مراتب علمیہ واغایہ کے قدم کا اقرار ہوتے ہوئے قدم حقیقت محمدی سے کہ اطلاق اسکا مراتب علمی ہی پر متحقق ہے۔ اثبات مراتب علمیہ سے ابا پر کمر بستہ ہین پس بطور خود خیال بے استقلالی بہ نسبت جناب مرحوم بہ سبب نہ سمجھہ سکنے مضمون ومعنی مکتوبہ مرحوم سکے مد نظر حضرت ہی چنانچہ تعین اول یعنے حضرت وحدت آلہی پر اطلاق روح اعظم وعقل کل وام الکتاب وحقیقت محمدی وغیرہ ولکن ہوسکنے قایل ومقر ہین نہ تعین اول کونی پر کہ اطلاق اسم حقیقت محمدی اس تعین اول کونی پر سوائے دیگر اسماء کے ممنوع وباطل ہی بدلائل معقول وباتفاق جمہور بحد ثبوت پہونچا ہے سیاق عبارت تصریح سوم سے ظاہر ہی

قولہ

ثالثا آپ کے بعض تحریرات سے ظاہر ہی کہ حقیقت محمدی مخلوق اول اور حادث ہی اور کل عالم کا منشا ومعاد واصل ہی معلوم ہے کہ مخلوق اول بمعنے

حادث اول جو حقیقت عما سے پہلے متعین فی الخارج ہوا عقل کل ہی کہ جماعت مہیمہ سے ایک ملک مقرب کا نام ہی اور خاص مقام ملکوت اور نہایت اسکا ہی اس تقدیر پر جبکہ بزعم والا یہی مخلوق اول حقیقت محمدی ہوا تو لاجرم مبدا و معاد کل خلایق یہی ملکوت اعلی ٹھہرا۔

شبہ

والد امجد مراتب کونیہ پر اطلاق حقیقت محمدی کا استفسار فرماتے ہی حضرت مطالب سوال سے آگاہ ہوکر عقل کل کو کہ باسمار روح اعظم و ام الکتاب وغیرہ موسوم ہی فرشتہ بنا دیے کہ فرماتے ہین۔ اول جو حقیقت عما سے پہلے متعین فی الخارج ہوا عقل کل ہی کہ جماعت مہیمہ سے ایک ملک مقرب کا نام ہی اور زینت افزائے مطالب وعبارت ہورہے ہین بہرحال یقین ہی کہ یہ دلیل رسالہ عبد العلی سے مستنبط کیے ہین مگر یہان بتاتبلانے مین غایت قباحت تصور کی گئی اگرچہ کہ ملک مفروضہ حضرت کو مشار مخلوق اول کرنے مین ممانعت بیان کرنا اور اسکو ملائک مہیمہ کی صف اخیر مین ثابت کرنا تضییع و تضییع اوقات سے خالی نہین لاکن نظر اقدس سے منور ہونیکو سعادت دارین سمجھکر عرض کرتا ہی و من عبد العلی بدان کہ

اللہ تعالے پیدا ساخت و وجود بخشید اول در عما این ملائک مہیمہ را کہ گفتہ شد و در صف آخر این ملائکہ پیدا نمود ملکے را و کنون ساختہ دران ملک ہر چیزے را کہ کائن شود یا دخول اہل جنت در جنت و اہل نار در نار و مذبوح شدن موت و نام این ملک عقل اول و عقل کل است —

تصحیح ۳۶

یہ شبہ بنظر حمایہ اولی سکے اس شبہ پر محمول ہوتا ہی کہ شاید نزدیک انکے ملائکہ مہیمہ داخل کونیات سے محسوب ہا گوان نہین براین تقدیر معلوم نہین کہ نزدیک انکے ثبوت اسکا ساتھہ کس مرتبہ سکے متحقق ہوگا پس حضرت مرحوم ابتدا رسالہ ظلم سے اطلاق حقیقت محمدی کا مرتبہ علمی ہی پر بلا قیاس مراتب کونیہ خارجیہ کے کئی دلائل قویہ سے تا بآخر تو ثابت کرچکے ہین علانیہ ظاہر ہی مگر حسب تحریرات حضرت موصوف سے حقیقت محمدی مخلوق اول و حادث اور کل عالم کا منشاء و معاد و اصل ہی ظاہر ہوا تو در جواب ایماء سکے لکھے ہین کہ مخلوق اول یعنی حادث یک ملک مقرب ہی صف ملائک مہیمہ سے جو سوا سے ایک اسم حقیقت محمدی سکے اور اسماء مذکورہ سے موسوم ہی ثابت ہی نہ حقیقت محمدی جو درصورت یہی مخلوق اول حقیقت محمدی ہو سینکے نقایض عائدہ مذکورہ

سے ہر چند عدول میسر نہین بہر کیف اگر ایک رسالہ عبد العلی مین نظر عالی سے
انکی دلیل مذکور ملاحظہ ہو تو کیا جہان کے تصنیفات مین یہ مسئلہ مکتوب ہونا ثابت
ہو گیا کہ یہ دلیل رسالہ عبد العلی سے مستنبط کیئے ہین الخ لکھتے ہین غور کیجے کہ
بقول جامی رح اس ملک مقرب کا مشار بہ مخلوق اول اور صف اول مین ہونا
صحیح و ثابت ہی چنانچہ نقد النصوص مین سے لکھتے ہین (کہ موجودات عالم امر بر دو
قسم اند قسمی آنانند کہ بعالم اجسام بوجہی از وجوہ تعلق ندارد بحسب تصرف
و تدبیرات ایشانرا کروبیان خوانند و ایشان دو قسم اند قسمی آنانند کہ از عالم و عالمیان
بہیچ وجہ خبر ندارند و ایشان را ملائکہ مہیمیہ خوانند و قسمی دیگر آنانند کہ اگر چہ
بعالم اجسام تعلق ندارند و در شہود و قیومیت شیفتہ و متحیر اند اما حجاب بارگاہ
الوہیت اند و سائط فیض ربوبیت در میش ایشان فرشتہ ایست کہ آنرا
روح اعظم خوانند و از و عظیم تر فرشتہ نیست و باعتبار دیگر قلم اعلی و عقل اول
گویند و این روح اعظم صلوٰۃ اللہ علیہ در صف اول این طائفہ است و روح کہ
او را جبرئیل گویند در صف آخر وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَعْلُومٌ) بس بنظر اس دلیل کے
ثبوت اسکا صف اول مین اول ہونے پر اور خود یہی فرشتہ روح اعظم صلوٰۃ اللہ
علیہ ہونا ثابت ہو گیا اگر چہ کہ اور اقوال و کتب سابقہ اسی تقریر سے بالا مال مبین

ولیکن بنظر طول اطائل کے اسی پر اکتفا کیا گیا۔

شبہ

صاحب مفاتیح مراتب چہلگانہ کے مرتبہ اول مین عقل کل کو روح اعظم وام الکتاب
وتعین اول سے مسمی کرکے فرماتے ہین کہ درین دور یعنی درین دایرۂ موجودات
کہ مذکور گشت اول کہ عقل کل است عین آخر کہ انسان است یکی شد وایضاً منہ واول
آیت از آیات کتاب عالم عقل کل است کہ اول ما خلق اللہ العقل در مراتب موجودات
این عقل کل بجای بسم اللہ است کہ در کتاب آسمانی واقع است چنانچہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم آیۂ اول است عقل کل نیز اول مرتبہ از مراتب موجودات است وایضاً منہ
نبی آنست کہ از ذات وصفات واسمای الٰہی واحکام خبر دہد واخبار حقیقی اولاً
وبالذات ازان عقل کل است کہ مبعوث است بجہت انبا بیواسطہ بجانب نفس کل
وبواسطہ بسوی نفوس جزئیہ وہر نبی از انبیا از زمان آدمؑ تا زمان خاتمؐ مظہریست
از مظاہر نبوۃ روح اعظم کہ عقل اول است پس نبوت عقل کل دائمی ذاتی باشد ونبوۃ
ہر یک از مظاہر زایل عرضی وحقیقت محمدی عقل اول است کہ روح اعظم است کہ اول
ما خلق اللہ العقل الخ قبلہ گاہم براے خدا ازو فرمائیے کہ حدیث اول ما خلق اللہ العقل
کیا ملائک مہیمیہ سے ایک ملک مقرب مسمی بعقل کل کے شان مین وارد ہے

معاذ اللہ یہ حدیث اور احادیث ماسبق شان روح محمدی مین کہ کبھی نور کبھی قلم
سے تعبیر کیا جاتا ہی وارد ہے۔

تصریح ۳۷

اس شبہ مین غلط بحث پر تقلیداً اعمل سیراہین اور دست بر دامن تقلید پدر ایسا
کچھہ ثابت و استوار ہے کہ کہین کسی امر مین سرمو عدول سرزد نہین خصوص
اس بحث مین چنانچہ مغالیچ سے جز عبارت آخر یعنے (و ہر نبی از انبیا الی آخرہ) کو کہ
یہ صرف تعریف نبوۃ جمیع انبیاء و روح اعظم اور بیان اثبات قدم حقیقت محمدی
مین واقع ہا ہے اور ثبوت اسکا تصریح بست و ششم مین بذیل اسی عبارت کے
موجود ہے ساتھہ عبارات ماقبل کے جو عقل کل کوفی ہی کے لیے مکتوب ہین
شریک و مشتمل گردانے ہین اور باب حدیث اول ما خلق اللہ العقل وارادن احادیث
مذکورہ کا بھی فقط مرتبۂ خارج مین صرف روح محمدی پر کرتے ہین حالانکہ اولا فی الحقیقۃ عند الجمہور
اہل مکاشفہ شان حقیقت محمدی مین حضرت وحدت حق اور مرتبۂ علمی ہی مراد ہے جو یہان بمعنی تعین ذاتی
ظہور کے مستعمل اور مستند بالاعتقاد ہے وارد ہین مگر باعتبار ظاہر مستعمل فی المراتب
خارج علما ظواہر اس تعین اول کو بھی پر بھی اشارت کرتے ہین پس نظر بر
شق ثانی بقول مولانا جامی علیہ الرحمۃ (واین روح اعظم صلواۃ اللہ علیہ در صدد

اول این طائفہ ہست اخود روح محمدی ہی کہ ساتھہ نور وقلم وغیرہ کے معبر ہے منسوب بہ ملک مقرب ثابت ہی کہ یہ پوری عبارت نقد النصوص سے تصریح صدر مین مرقوم ہے پس جب روح اعظم آنحضرت ہی صف اول ملائکہ مین منسوب بہ ملک مقرب مسمی ہی بہ عقل اول وغیرہ ہو تو ورود ان احادیث مذکورہ کا باعتبار ظاہر وستعمل فی المراتب خارج بہ نسبت اس ملک مقرب کے بہی ہونا اظہر من الشمس صحیح ودرست ہوتا ہی۔

قولہ

حیرت کا مقام ہے خدا کے لیے جلد فرمایے کہ سایرین ذات وصفات کے حصہ کا جبروت ولاہوت کیا ہوگیا غضب تو یہ ہے کہ عروج اصل سے کہ مبدا ومعاد سے عبارت ہی ممکن ومتصور نہین سبحان اللہ کیا خاصی تدبیر اور سہل حکمت ہے نہکاوٹ سے نیچے سفر کی عمر کسقدر کوتاہ ہوئی کہ حادث کا سیر وسلوک حادث ہی مین دائر وسائر رہا خلع حدوث وقوع ہوا نہوسکا اور قید تعین سے مخلصی نہ ملی کہ تجاوز اصل سے لازم آتا ہے اور واجب تک نہ پہنچ سکے کہ منافی ومعارض اصل ہے۔

شبہ

حضرت کا یہ استفسار کہ ۔ حیرت کا مقام ہے خدا کے لیے جلد فرمایئے ۔ غایت
تعجب میں ڈالتا ہے حضرت سر یکے اہل معاینہ کو ادراک مقامات میں یہہ کچہہ
استعجاب پیدا ہو تو فرمایئے کہ پہر کون بیان کرسکے ۔ جرأت معاف عقیدتمند
بہت سہل حل مشکل کر دیتا ہے مگر ایک شرط کے ساتھہ و ھو ہذا ۔ خلاصہ مفیاں میں
تحریر بالا مذکور ہو کہ عقل کل وجود حقیقت محمدی سے انحراج ثابت ہے حافظہ
حضور سے تا ملاحظہ ذیل مسطور دور نہ فرمایئے صاحب مفاتیح فرماتے ہین از
اول مراتب موجودات کہ عقل اول است تا آخر تنزلات کہ مرتبہ انسانی است
و تا مرتبہ آلہی کہ نقطہ آخرین دایرہ باول متصل مے شود یک خطہ مستدیر
موہوم است کہ از تجدد تعینات نقطہ وحدت نمود مے شود درین دور یعنے
درین دایرہ موجودات کہ مذکور گشت الخ جب تک دایرہ ممکنات مین سیر
حاصل نہو مراتب علمیہ مین کہاں پہنچ سکتے ہین ۔

۳۸ تصریح

یہ استفسار حضرت مرحوم کا حیرت و استعجاب سے ادراک مراتب و مقامات
مین ہر پہلو پر کمال فہمیدگی و حسن لیاقت مخاطب کے ناظرین ذی انصاف
سمجہہ سکتے ہین اور باوجود خلاف و نزاع ہونیکے خود انہین کو حضرت مرحوم

اہل معاینہ ہونیکا اقرار صریح ہے کہ حضرت سر سیکے اہل معاینہ تا آخر۔ کہتے ہین
پس جب نزدیک معترض و معاند کے اہل معاینہ ہونا انکا ثابت ہو تو حیرت
و استعجاب ادراک مقامات مین کہ موجب ناواقفی و بے علمی اور ضد معاینہ ہے
بہ نسبت انکے کیونکر قرین قیاس ہو سکتا ہے بلکہ اوپر غایت نیک فہمی و حسن
انصاف مخاطب کے ہو کہ باوجود معاینہ ثبوت ساتھہ حجت و براہین واضحہ اور
اتفاق ارباب کشف و شہود کے کہ ہر ایک کو تجاوز اصل یعنے حقیقت سے امر
محال ثابت ہو جیسا کہ دور پرکار کہ تجاوز اسکا نقطہ سے ساتھہ کم و بیشی کے
محال و باطل ہے اور سیر و ادراک ممکن ذات و صفات واجب ہین کہ یہ بھی
حد ممکن سے متجاوز ہے۔ پس درصورت فرض کرنے حقیقت محمدی عقل کل
مفروضہ حضرت موصوف کو سیر فی اللہ کہ ہر گونہ تجاوز اصل سے ہو ممنوع ہوگا
چنانچہ فرمان خاتمین علیہما السلام۔ جو خدا ہو سو خدا کو دیکھے اور عرفت
ربی بربی اسہی پر شاہد ہین والا امر محال کو محسوب بامکان کہ بدیہۃ البطلان
ثابت ہو ماننا لازم آئیگا اور فرمان خاتمین سوا مہمل و ہذیان کے کیا متصور
ہوگا طرفہ برین یہ دعوے انکا کہ (عقیدتمند بہت سہل حل مشکل کر دیتا ہو
مگر ایک شرط کے ساتھہ تا آخر (موافق اس مثل کے ہو کہ گویا کسی نے کہا کہ سیر

در رسید گی ذات وصفات یعنی قرب و دیدار آلہی کے لیئے الرحمن علی العرش استوی
ثابت ہے ایک سہل حکمت بیان کرتا ہون بشرطیکہ مین جو کچھ کہون سو قبول
کرین یعنے ذات آلہی کو قایم بعرش جانے اور ایک سیڑھی یہان سے آسمانکو
لگادین اسلیئے کہ جب تک آسمان کو نہ پہنچے تو عرش کو کہان پہنچ سکتے ہین
کہ عرش بالائے آسمان اور ذات آلہی قایم بعرش ثابت ہے۔ غرض یہ دلیل مسطور
با وجود قطع وبرید کے کہ اسمین بعد مرتبہ انسانی ہست کے دازمرتبہ انسانی
کو ترک کیے ہین نفی وابطال دعوے پر انکے مترتب ہو نہ ممد و معاون مقصود
کیونکہ مرتبہ آلہی کہ نقطہ آخرین دائرہ ہے ساتھ اول کے کہ خود ہی اول ہے
متصل ہوتا ہے بمصداق ہو الاول ہو الآخر کے اسیلئے باتفاق اہل مکاشفہ
یہ اسمار الہی ساتھ اسہی مرتبہ وحدت آلہی کے متحقق ہین اور ضمیر انکی طرف آلہی
مرتبہ کے ثابت ہے اور منہ المبدا والیہ المعاد کا یہی منشے ہے **شعر**

جامی معاد و مبدۂ ما وحدت است وبس ٭ ما درمیان ہستی موہوم والسلام

قولہ

یہہ وہ سوال ہے جہ جائے جواب بلکہ لایق التفات نہین اسیلئے کہ پہلے

یہ قول سوالات مذکورہ حضرت موصوف سے اُس سوال کے جواب مین تحریر ہے یعنے اور ولایت ونبوت خاتم الانبیا

اپنی سماعت کو آپ جہاں سے سُنتے ہو درست کر لیجیے کہ ولایت و نبوۃ خاتم لایا و
کی صفت کب سے ہوئی اور اسکی تحقیق کہاں سے ہے من بعد سوال کیجیے والا احسان
سے خالی نہین دیگر ایسی تکلیف نہ دیجیے فقط تا آخر۔ تحریر فی التاریخ بست و کم
رمضان المبارک ۱۲۹۶ ہجری۔

شبہ

حضرت جواب سے کیون اتنا تجنب فرمائے بیان عقیدۂ پاک مین کیا باک
تہا مثل ہے کہ جسکی اشرفی کھری او سنے سر بازار دہری یہ اعتراض حضرت عقیدت منشا
کے حقمین موجب خفت ہوا کہ خاکسار ہمیشہ والد بزرگوار سے اس امر کا اصرار
کرتا تہا کہ بنوت و ولایت صفت ذاتی خاتمین علیہما السلام ہے اسکے بولنے مین حضرت
کو کلام نہین مگر فرمان حضرت (کب سے ہوئی اور اسکی تحقیق کہان سے ہے) ا
تزلزل مین ڈالتا ہے۔ حضرت کو ئی سنتے ہی بے حصول وصف موسوم
نہین ہوتی اگر بے حصول صفت موصوف کردین تو ہجو ہو جاتی ہے مثل ہے کہ
مصرع۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ بلا ریب و شک یہ صفات ذاتی اون حضرات
کو عالم غیب سے حاصل ہے۔ جمہور محققین و متکلمین اس بات مین بلا خلاف متفق
ہین چنانچہ دلائیل ماسبق سے صاف ظاہر ہے کہ عبد العلی کا داین روح در عالم

ارواح نبی مبعوث الخ بولنا اور صاحب شواہد النبوۃ کا آتا در عالم غیب اولین
ایشان است قال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین فرمانا اسی قبیل سے ہے
فرمان صاحب مفاتیح الاعجاز نبی آنست کہ از ذات وصفات آلہی واحکام جبروتی
واخبار حقیقی اولا و بالذات ازان عقل کل ہست کہ مبعوث است بجہت انبای
بے واسطہ بجانب نفس کل و بواسطہ بسوے نفوس جزویہ وہر نبی از انبیاء
از زمان آدم مظہریست از مظاہر نبوت روح اعظم کہ عقل اول است پس نبوت
عقل کل دائمی ذاتی باشد و نبوت ہر یک از مظاہر زائل عرضی ۔ یہ وہی عقل
کل ونفس کل ہے کہ مراتب موجودات ممکنات مین مشار بمرتبہ اول ودوم ہے
وایضًا منہ و باعتبار استفاضہ وافاضہ از مبدا بے واسطہ و توسط او در افاضہ
انوار نبوت بر باقی انبیا علیہ السلام مسمی بروح محمدی ومظہر حقیقی اسم اللہ
بہ حقیقت این حقیقت است و باقی موجودات ہمہ مظاہر اویند ومن تسویۃ النجاتین
وسفر المقصد الاقصیٰ دربیان حدیث نبویہ ۔ اول ما خلق اللہ نوری و اول ما
خلق اللہ روحی گفتہ جوہر اول کہ روح محمدی است دو وجہ دارد وآن وجہ کہ
فیض از حق تعالے میگیرد نامش ولایت است وآن وجہ کہ فیض بخلق میرساند
نامش نبوت است ۔ یہان اسنے دلائل بیان کیے جاتے کہ جسکو حد وحصر نہین

لاکن بمصداق در خانہ اگر کس ہست یک حرف بس است۔ اختصار کیا گیا تا آخر

محررہ ۱۴ اوین شوال سنہ ۱۲۹۶ ہجرت نبویہ۔

تصحیح ۳۹

یہ جواب حضرت مرحوم کا بہ نسبت بن حضرت موصوف کے جسطرح کہ موجب خفت
واقع ہوا ہے کہ اسپر انہین کا اقرار واثق ہے بطریق اولے بہ نسبت حضرت
موصوف کے خفت سے خالی نہین اور اجتناب حضرت مرحوم از جواب ایسلیے
صادر ہے کہ سوال سراپا غلط اور خلاف ضابطہ وبے جادّہ واقع ہے کیونکہ
ولایت خاتم الانبیاء والاولیا صفت خالق ہونے پر اتفاق کل اکابرین سلف
کا ثابت ہے چنانچہ منجملہ ان مصنف شواہد الولایت رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ تفسیر عمدہ
اور جناب بندگیمیاں سید قاسم رہ نے رسالہ محکمات مین تحریر فرمایا ہے قال النبی
صلے اللہ علیہ وسلم الولایت افضل من النبوۃ یعنے ولایت من افضل است
از نبوت من بوجہ الحمتہ اولہا۔ الولایت صفت الخالق والنبوت صفت المخلوق
الے آخرہ۔ اس محل مین ایک خلاصہ تقریر[ف۱] حضرت موصوف کا یہ ہے کہ بعض

ف۱ یہ خلاصہ تقریر اوس جواب کا ہے کہ حضرت مولوی موصوف نے پہلے جواب فریق ثانی کے ساتھ عالم مسند کے پاس پیش کرنیکے لیے تحریر کی تھی۔ مگر معلوم نہین کہ کس مصلحت پر پوشیدہ رکھا گیا اور بجائے اوسکے یہ دوسرا جواب جو آخر کتاب مین درج ومطبوع ہے گذرانے مین آیا۔ ۱۲

علماء متقدمین لکھتے ہین ولایت محمدی نبوت سے آپ کے بچند وجہ افضل ہے ایک یہ کہ ولایت صفت خالق ہے اور نبوت صفت مخلوق دوسرا ولایت کو انقطاع نہین کہ ابدی ہے اور نبوت کو انقطاع تیسرا ولایت کو ابتدا ہے نہ انتہا زیادہ ہے نہ نقصان نہ ظاہر ہے نہ باطن جواب انکا یہ ہے یہان نبوت کے مقابلہ مین افضل ولایت رکھنا ایسا ہی جیسا کسی نے کہا کہ زید کی صفت مشی سے صفت علم افضل ہے کیونکہ علم صفت خالق ہے اور مشی صفت مخلوق نہ یہ کہ زید مین صفت علم پائی جاتی ہے سو خالق کی صفت ہے نہ زید کی ایسا ہی ولایت کو نبوت محمدی سے افضل کہنا ہے وگرنہ ولایت کو نبوت سے افضل کہنا کیا حاجت کہ ایسا بڑا امر اتفاقی اسکو چند وجہ کی قید سے کیا نسبت اتنا ہی بس ہے کہ ولایت خالق کی صفت ہے اور نبوت مخلوق کی صفت کہ صفات باری کے مقابلہ مین مخلوقات کی صفات کیا وجود رکھتی ہین جو افضل ومفضول کہا جاسے یا این ولایت محمدی کو ابدی کہے نہ ازلی کہ عالم سب ابدی ہے بالاتفاق اور ابتدا اور انتہا اور زیادہ و نقصان ظاہر و باطن بہت اشیا نہین رکھتی ہین جیسا روح اور نقطہ اور کرہ وغیرہ اسے غیر مخلوقیت ثابت نہین ہوتی اب جانیئے کہ افضلیت

ولایت بمقابلہ نبوت بیان کرنیکا سبب یہی ہے بعضے علماء ولایت محمدیؐ
افضل کہے اور بعضے نبوت محمدی جیسا اکثر کتب کلامیہ وغیرہ مین مذکور
ہے ا ابطال اسکا یہ ہے کہ اس تقریر سے مخصوص ولایت ہی کیا بلکہ ہر
صفت صفات بشری سے آنحضرت یا ہر بشر کی جو سبعہ صفات الٰہیہ
سے پائی جاتی ہے صفت نبوت آنحضرت سے افضل اور نبوت آنحضرت
ادسکی مفضول ہو گی اس تقدیر مین ولایت مصطفیٰ صفت بشری کو مخالف
ٹھہرا اینکے قطع نظر شان ورفعت نبوت آنحضرت کو صفات بشری سے ہر بشر
کے گھٹانا لازم آیا کہ یہ شطح شدید ہے اور علماء متقدمین سنے ولایت کو کب
ازلی نہین فرمایا غور کیجیے کہ ازل ایسی ہمیشگی اور ادس زمانے کو کہتے ہین
جو ابتدا نہ رکہتا ہو آیا علماء متقدمین کے ولایت کو بے ابتدا وانتہا بتانے
سے کہ جسکے خود آپ بہی قایل و مقر ہین ولایت ازلی ثابت نہین ہوگی
جناب عالی کوئی شئے مثلاً کیا روح و نقطہ اور کیا کرہ وغیرہ شرعاً عقلاً ہرگز ایسی
ایسی نہو گی جو ابتدا وانتہا اور زیادہ و نقصان اور ظاہر و باطن نرکہتی ہو
چنانچہ اسکے ثبوت مین بیشمار دلایل مہیا ہو سکتے ہین پس بدون
دلائل شرعیہ و معقولیہ حکمیہ اشیاء مذکورہ سے کوئی شئے امور مذکورہ نرکہنے کا

عقیدہ اس دلیل اقوی علیہ الاجماع کی روسے کہ خود ذات وصفات
الٰہی بالاتفاق اہنین اوصاف سے موصوف ومعتقد اور منفی یہ ہین (
مسئلہ عقیدہ مثل وتشبیہ صفات مع الاشیا کہ سراسر خلاف اعتقاد سنت
وجماعت از لامثل لہ ولا شبہ لہ اسکے جو منسوب بکفر ہی ثابت ہوتا ہے
اور یہان صرف ایک دلیل مذکورہ بالا کا وجود ازبس وافی وکافی متصور
ہونے کی وجہ اور دلائل پیش کرنیکی ضرورت داعی نہوئی۔ پس ولایت
خاتم الانبیا والاولیا قطعًا صفت خالق ثابت ہے بخلاف نبوت کے کہ نبوت
صفت خاتم الانبیاء کی متحقق ہے اور ثبوت صفت ولایت کا مرتبہ علمی ہی
ہین کہ وہی مرتبہ حقیقت موصوف صفت نبوت ہے ثابت ہی اور اصول حاصلہ
آپ کے دلائل مذکورہ پیش کردہ کا کہ بار بار ہر جا وہر مقام مین بسبب
نہ میسر ہونے اور دلائل سواے انکے یہی پیش کیے جاتے ہین اوپر اسی
ثابت کے مدلل ومستند ہوتا ہے تصریحات گزشتہ سے کہ بذیل ان ہر
ایک دلیل کے تحریر مین بخوبی ظاہر ہے اور علاوہ اسکے کسی شئے کو اسکی
صورت علمی کے خلاف اوصاف وصفات حاصل ہونا امر محال امور بدیہات
سے ثابت ومتحقق ہے جو اسبات کو تقدیر الٰہی سے تعبیر کرتے ہین اور انکار

اسکا شرعاً کفر منسوب ہونا تا ان دلائل معقول و منقول مندرجہ مجموعہ ہذا کے سوا اسقدر دلیلین پیش نظر ہین اور تحریر ہوئین کہ جنکا شمار شمار سے باہر ہے مگر نظر اسبات کے کہ حاجت کو ایک دلیل بس اور معترض امر حق کے آگے کتاب آسمانی بہی عبث ہے بشرطیکہ خدا تعالے انہین چشم بینا اور انصاف عطا فرمائے اسی پر بس کیا گیا۔

فیصلہ

بعد اس معرکہ کے جب بڑے میا نصاحب مرحوم شبہات مذکورہ تحریر کردہ بندے میانصاحب ملاحظہ فرمائے تو چند ایسے اعتراضات کہ بپیش نظر ارباب بصیرت و انصاف راست و درست ہین تحریر فرما کر شاہصاحب میانصاحب کے تین عجز ثابت فرمائے ہین۔ اور پہر ان عجز ثلاثہ کے جواب مین حضرت موصوف کے اعتراضات مرقوم ہین کہ اب یہان سے اسی بحث کی تصریحات شروع ہین۔

قولہ

عجز اول دعوے مخالف دلیل حقیقت محمدی کے دو حال ہین ایک صورت علمیہ کہ جسکو تعین اول سے تعبیر کرتے ہین دوسرا وجود خارجیہ کہ جسکو عقل و قلم و روح و نور وغیرہ کہتے ہین۔ دلیل مخالف دعوے وان تعین اول را

عقل کل و لوح و قلم و روح اعظم و ام الکتاب و حقیقت محمدی میخوانند و اعیان جمیع اشیا بصورت این تعین اول بسبیل امتیاز در علم حق ثبوت یافتند یہان مخالفت ظاہر ہی دیکہیے کہ دلیل مین عقل کل و لوح و قلم و روح اعظم و ام الکتاب و حقیقۃ محمدی صورت علمی اور عین حقیقت محمدی ہین نہ جہت حقیقت محمدی۔

اعتراض

جنابعالی اپنے عجز اول مین تحریر فرماتے ہین دلیل مخالف دعوے الخ اور دلیل یہ لکھے ہین و آن تعین اول را عقل کل الخ فقیر کو حیرت ہی کہ یہ بات بطور دلیل اپنے دعوے پر کسنے لکھا ہی۔ کہ یہ عبارت مکتوبہ میان موصوف مفاتیح الاعجاز سے اس کتب مین لکھی گئی ہی کہ جو درمیان فقیر و میان موصوف بطریق فیصلنامہ لکھا گیا ہی پس یہ عبارت دلیل نہوئی بلکہ مدلول ہوئی۔ کیونکہ اوسکے اوپر یہ مناظرہ ہوا ہی۔ قطع نظر اسکے عبارت مکتوبہ عالی محرف ہی بعد حقیقت محمدی میخوانند کے وتنکثر این اسما باعتبار اختلاف صفات است تک چہٹ ہی اور وہان سے بعد واعیان جمیع اشیا کے اس عبارت کا پتا نہین از غیب و شہادت کہ کونین گفتہ اند الخ باوجود اس قطع و برید کے مطلب کا نشان نہین بلکہ بعد دو دمراسلہ مشتملہ عجز سرکار تحریر برخوردار

یہ نیاز شعار دیکھا تو دلیل اول عبارت شواہد النبوۃ مصنفہ مولانا جامی رح ہے کہ اسکا
خلاصہ یہ ہے حقیقت محمدی کے دو حال ہین ایک صورت علمیہ الٰہیہ دوسرا وجود
خارجیہ کہ عالم ارواح مین ایک جوہر مجرد ہے کہ جسکے لیے احادیث اول ما خلق اللہ
العقل وغیرہ وارد ہین اور دوسری دلیل قول صاحب مفاتیح کہ وہ انہین احادیث
سے حدوث حقیقت محمدی ثابت کیے ہین اور تیسری دلیل قول بحر العلوم عبدالعلی
کہ روح اعظم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلقت اس سے بھی ظاہر ہے
چوتھی دلیل قول امام الغربا حکیم ثنائی رح کہ وہ بھی صاف مخلوق لکھے ہین
مگر یہ دلیل ذہنی سرکار کہلنے تحریر کیے ہین معلوم نہین از برای خدا انصاف
کر دغضب ناپاک دل سے دور دہر دلائل مذکورہ کو بغور تامل ملاحظہ کر جامی
صاحب رح کیا فرماتے ہین ہمارے پیغمبر اگرچہ عالم شہادت مین آخر ہین لاکن
عالم غیب مین کہ وہی عالم ارواح ہے اول ہین یعنے اپنی حقیقت کے رو سے
اگرچہ اس معنے پر اور بہت دلائل ہین ذرا سیئنے شیخ اکبر رح کیا فرماتے
ہین ہر کل نبی من لدن آدم الی آخر نبی ما منہم احد یا خذ النبوۃ الا من مشکوۃ
خاتم النبیین وان تاخر وجود طینتہ فانہ بحقیقتہ موجود وہو قولہ کنت نبیا وآدم
بین الماء والطین ۔

تصریح

یہ فرمان حضرت موصوف ساتھ حیرت کے کہ (یہ بات بطور دلیل اپنے دعویٰ پر لکھنے لکھا ہے تا آخر) اس محل میں حیرت انگیز طبع ناظرین ہو رہا ہے کیونکہ بعد طے ہونے کئی مراتب بحث کے یہ محضرہ فیصلنامہ عبارات مفاتیح سے دلیلاً وحجتاً تحریر ہو کر ثبت دستخط سے فریقین ہوا ہے کہ عبارات ماسبق محضرہ ہذا اس رسالہ کی اسپر گواہ ہیں۔ لہذا یہ عبارت بلاشبہ واقعی دلیل ثابت ہوئی اور مرتبہ حقیقت محمدی کہ اسکے قدم وحدوث میں من جانبین چون وچرا ہو کر یہ نسبتہ مسمی بہ تفاصیل حقیقت احمدیہ مرقوم ومطبوع ہوا ہے مدلول ثابت ہے اور عبارات مکتوبہ مرحوم کہ اصل وخلاصہ ہے بطور اختصار تحریر ہے نہ بطور تحریف اسلیے کہ عبارات متروکہ معاون ومثبت مقصود ہوتے ہیں نہ منافی ومعارض مضمون جو محمول بہ محرف ہووے اور غرض ومطلب اس تحریر سے اظہار مخالفت دعویٰ از دلیل کہ نشان نظر ہر ذی نظر مد نظر ہے صاف ظاہر ہے اور حال ان دلایل پیش کردہ کا کہ اس سے بلا دستیابی مقصود پدر وپسر کے کہ حقیقت محمدی کے دو حال ہیں صرف قدم حقیقت محمدی ہی ثابت ومتحقق ہے تصریح مذکرۃ بالا میں بذیل انہیں عبارات کے بخوبی واضح ہے اور یہ بات ناظرین ذی انصاف

ظاہر ہے کہ جو دلیل مخالف منشا خود ہوا ور ایسے کہ سوائے تسلیم یا سکوت کے دلیل میسر نہین تو کیا دلیل ذہنی بنجاتی ہے بلکہ یہی بات بنی بر بے انصافی و غضب و تپاک دلی پر دلیل قطعی ہے چنانچہ یہ فرمان عالیشان جامی علیہ الرحمن کہ ہمارے پیغمبر اگرچہ عالم شہادت مین آخر ہین لاکن عالم غیب مین کہ مرتبہ علمی الٰہی ہے اول ہین انکے منافی مقصود دو باتون پر ہے ایک تو اس سے آن حضرت کے بخلاف دو حال سے کہ بحث اسکی بتصریح جہل و دوم مین ملاحظہ ہو گی دو مرتبہ ثابت ہونے ہین یعنی ایک حقیقت دوسرا صورت نہ حقیقت محمدی سے کہ یہ بحث بخوبی بتصریح بست و ہفتم مین گزر چکی دوسری غیب سے مراد یہان علم آلہی ثابت ہے باعتبار موجودات خارج سے یعنے مرتبہ ارواح سے نہ مرتبہ ارواح اسلیے کہ نیچے اس عبارت کے کہ تفصیل اس اجمال کی ہے (و تجلیاتکہ بصورت آنہا واقع شدہ است در غیب علم آلہیہ) سے لکھتے ہین اور قول شیخ اکبر رح کا کہ خلاصہ مضمون دحجابہ آخر اوسکا یہ ہے (فانہ بحقیقۃ موجود وہو قولہ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین) حقیقت محمدی مرتبہ علمی اور قدیم ہونے پر مدل ہوتا ہے

اسیلیے کہ اطلاق حقیقت سواے مرتبہ علمی کے مراتب خارجیہ پر بالقطع
ممنوع و بدیہہ البطلان ثابت ہے جو ثبوت اسکا شروع سے آخر
تک کئی تصریح مین مکتوب ہے۔

قوله

عجز ثانی تقاضاے اشد ہمارا کہ جسکے ضمن مین رعایتاً بارہ سال کی
مہلت دیگئی یہ تہا کہ مضمون دلیل آپکا اس وضع پر چاہیئے کہ حقیقت
محمدی خارج مین اس مقام کا نام ہے تا آخر اداء دین کی دلیل
جہتین پر ٹالے گئی یعنے حقیقت محمدی کے دو جہت ہین ایک
علمی اور دوسری وجودی خارجی واقعی یہہ مسئلہ اتفاقی ہے
اور کئی بار سُنے ہوگے یہہ تو زبانی ابہی ہے حاشا کون کہتا ہے
کہ حقیقت محمدی مجمع البحرین اور برزخ جامع بین الوجوب والامکان
نہین اس صورت مین حقیقت محمدی کا کیا بگڑا علم الٰہی سے اسکا
خروج کب لازم آیا معلوم ہوا بس تھک گئے آخر ہمارا کلمہ پڑہت
خارج مین اسکا بتا ندسکے بیشک مقام ترحم ہے اب چوبیس برس
کی مہلت دیجاتی ہے۔

اعتراض

جناب کا عجز ثانی عجب رنگ ڈھنگ رکھتا ہے نہ اقبال ہے نہ انکار
چنانچہ آپ لکھے ہو یہہ مسئلہ اتفاقی ہے الخ مگر فقیر کو حیرت اس امر
کی ہے علم صانع بھی بہ سبب وجود مصنوع فی الخارج کیا نکل آتا ہے
کہ بہ سبب خلقت وجود حقیقت محمدی کہ وہ جوہر نورانی مجردہ فی العالم
الارواح مخلوق اول ہے اسکا علم یعنے اسکی صورت علمیہ الٰہیہ کا خروج
لازم آئیگا مگر فقیر سمجھتا ہے آپ قول مشائین کہ انکے نزدیک علم نام
ازالی کا ہے کسی سے سنے ہون جناب تعالی اس ازالے سے انکی غرض
خروج صورت علمیہ صانع نہین بلکہ وہ ایک وصف حاصلہ کی صورت
کا بیان ہے ۔

تصحیح ۱۴۱

یہہ تقریر ذہنی حضرت موصوف کی ایسی کچھہ نرالی ہے کہ عبارت عجز
ثانی مین جسکا بالکل پتا نہین گو بہزار نظر تعمق جستجو فرمائین مگر اعتراض
خود بدولت ہی مین چنانچہ اس خلاصہ اعتراض سے (کہ علم صانع بہی بہ سبب
وجود مصنوع فی الخارج کیا نکل آتا ہے کہ بہ سبب خلقت وجود حقیقت محمدی

اسکی صورت علمیہ آلہیہ کا خروج لازم آئیگا) ظاہر ہے کیونکہ قیاس خلقت
حقیقت محمدی موجب قیاس خروج صورت علمیہ آلہیہ مستند ہونا ہی
بالضرور اسلیے کہ حقیقت محمدی خود عین ثابتہ آنحضرت جو صورت علمیہ
آلہیہ ہی ثابت ہے کہ ثبوت اسکا بالتفصیل تصریحات اوائل مین بخوبی
معاینہ سے ہے حافظہ حضور سے دور ہوگا اور اسپر قول مشائین کہ مسموعی
خود بدولت سے ہے بطور امر تحقیقی بغرض اظہار کمال عبور و جامعیت علوم
اسپے کہ جسکا بیان یہان نہایت غیر ضرور و بے محل نزدیک ہر ایک
کے مد نظر ہے مذکور ہی پس نسبت اس قول کے نظر اعتراض طرف
خود بدولت ہی کے صادق آتی ہی نہ بطرف حضرت مرحوم —

اعتراض

اس تحریر سے ظاہر ہی کہ اب تک میانموصوف کو فرق اور معنے جہہ
اور جہت اور حال کا معلوم نہین وجہہ اور جہت رخ یعنے منہ اور طرف
کے معنی مین ہی اور حالت و حال کسی شی کی ایک وضع سے دوسری وضع
پر پھر جانیکو کہتے ہین یعنے بدلجانا جیسا صرح قاموس وغیرہ مین
ہے اب جاننے کہ برخوردار سعادت نشان سید جی میان مدعمرہ انکے

رد مین لکہا ہے حقیقت محمدیہ کے دو حال ہین یہہ رد او پر لکہا گیا ہی میانموصوف رد علی الرد کے طور پر یہان لکہتے ہین (ادا سے دین کی دلیل جہتین بنالی گئی یعنی حقیقت محمدی کے دو جہت ہین ایک علمی دوسری وجودی خارجی واقعی یہہ مسئلہ اتفاقی ہے الخ) سبحان اللہ وہو یثبت الحق حقا عن من ینکرہ میان موصوف کی تحریر کا بطلان بچند دلیل باہرہ ثابت ہے اول میانموصوف حال کو جہت بنا دے ثانی حقیقت محمدی کے لیے جہت علمی جہت وجودی خارجی دو ثابت کرلئے ثالث ایک جہت واجب ایک جہت ممکن قبول کرلئے

تصریح ۴۲

بعوض حال کے جہت لکہنا اس مرتبہ علمی مین کیا ناواقفی فرق و معنی پر محمول ہوتا ہے یا اشارۃً ایاد صلاح تحریر پر کہ یہ امر محسوب بالاحسان ہی ناظرین ذی انصاف پر ظاہر ہے کیونکہ بحالت بحالی حال ساتہہ مرتبہ علمی کے کہ صورت علمیہ الٰہیہ ہی معتبر ہے مرتبہ احدیت وتعین اول سے پھر جانا اسکا ایک حالت سے دوسری حالت پر بخلاف وصف اسم مرتبہ کے کہ الان کما کان ثابت ہے لازم آتا ہی پس یہہ بات عقلاً و شرعاً

محال و باطل و کفر ہی باالاتفاق - لہذا یہ اعتراض حضرت موصوف بعید از
احسان فراموشی سے کے نہین بنا ئ علیہ بقول انکے کہ سبحان اللہ دہ ثبوت
الحق حقاً عن من ینکر ابطال اس تقریر کا انہین سے کے دلائل زبانی سے
ظاہر ہے چنانچہ دلیل اول حال کو جہت بنانا کہ بیان اثبات اسکا اوپر
گزرا صلاح باالکنایہ ثابت ہے نہ مستوجب ابطال اسیلئے کہ ابطال اسکا
اثبات تغیر و تبدل ذات و صفات آلہی پر عاید ہوتا ہے دلیل دوم و
سوم حقیقت محمدی سے کے لیے جہت علمی و جہت خارجی دو ثابت کر لینا اور
ایک واجب و ایک ممکن قبول کر لینا - پس یہ بات با الاتفاق جمیع
علما محققین از زمان سلف تا حال بالبسر بلا خلاف و نزاع سے کہ محققین
اسکے سوا ایک ذات حضرت موصوف سے کے نہین ثابت متحقق ہے
جیسا کہ فرمایا شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مین واعلم ان محمد
صلے اللہ علیہ وسلم جہتین جہت الربوبیت ہی الولایۃ و جہت العبودیت
ہی النبوت) اور جناب مجتہد گروہ رحمۃ اللہ علیہ نے مقصد الاقصے
سے بتسویۃ انحا ثین مین وہو قولہ الجوہر اول کہ روح محمدی است دو وجہ
دارد تا آخرہ اب بنظر اتفاق ان اکابرین سلف سے کے دعوی نفس تفسیر

حضرت موصوف کا بطلان پر بہ واقع ہی یا تحریر حضرت مرحوم بخوبی ظاہر ہی

اعتراض

الحاصل معنی جہت کا میان موصوف کے خیال مین روبی یعنے منہہ یا طرف کا ہے یہہ دونون جہت لازم ہے کہ داخل حقیقت محمدی ہون نہ خارج ورنہ اسکا جہت بولا جاویگا پس ایکجہت شئی واحد کا مخلوق اور دوسرا غیر مخلوق ہونا اس معنی سے سب جہان کے عقلمندونکے نزدیک ممنوع ہے اگر انکے ذہن مین جہت یعنی سبب ہو تو ذہن صورتون سے خالی نہین یا ہر دو سبب مسبب مین داخل ہونگے یا ہر دو سبب مسبب سے خارج ہونگے یا ایک سبب مسبب مین داخل اور دوسرا خارج ہوگا اگر دونون سبب مسبب مین داخل ہین اور ایک سبب انہین سے مخلوق ہو تو واجب ہے کہ مسبب بھی مخلوق ہو وے کیونکہ ایک شئے آدھی مخلوق اور آدھی غیر مخلوق ہونا ہرچند ممکن نہین اور میان موصوف ایک سبب یعنے نبوت مخلوق مانتے بھی ہین اگرچہ دوسرا سبب کہ ولایت ہے اسکو غیر مخلوق اعتقاد کرتے ہین اسکا بطلان اوپر اسنکے دوسری رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری کے محضرہ کے حاشیہ پر لکھا گیا ہی اگر دونون سبب

خارجی ہون تب بہی مسبب لازم ہے کہ مخلوق ہووے کیونکہ سبب
خارجی یا سبب فاعلی ہوگا یا سبب غائی اگر فاعلی ہے سبب صانع اور
مسبب مصنوع ہوا پس صانع غیر مخلوق ہے ہو تو مصنوع مخلوق ہونا ضروری
ہے چہ جائیکہ صانع مخلوق اور مصنوع غیر مخلوق بنجاوے اگر سبب
غائی ہے تو تب بہی مسبب مخلوق ہوگا اسلیے کہ سبب غائی از روے
ذہن کے مقدم اور از روے وجود کے موخر ہوتا ہے اس صورت
مین اللہ تعالے کی ذات یا صفتہ کسی شئے کیواسطے سبب غائی
ہونا محال و ممنوع اتفاقی ہے پس سبب جب ماسوا اللہ سے ہو تو
مخلوق ہوا اور مسبب بہی مخلوق اگر ایک سبب خارجی دوسرا
داخلی ہے اس صورت مین بہی مسبب مخلوق ہوگا کیونکہ سبب
داخلی یا مسبب کی ہیئت و شکل ہے یا سبب کا مادہ اور خارجی یا فاعلی ہے
یا غائی پس اللہ تعالے کی ذات یا صفت دوسری شئے کیلیے
شکل و مادہ ہونا محال ہے یا ذات صفت کے لیے یا برعکس یا ذات
ذات کے لیے یا صفت صفت کے لیے بہی شکل و مادہ ہونا کل
اہل اسلام کے نزدیک ناروا ہے جیسا سبب داخلی اعتقاد کرنا

نا روا ہے ویسا ہی سبب خارجی کا ہی ہے اسکا بیان اوپر اسی بحث
مقریب ہو چکا۔

تصریح ۴۳

اب رفع ان شک وظنیات غیر تحقیق کا کہ معنے جہت کا منہہ یا طرف
کا ہے تا آخر یہ ہے کہ یہ دونوں جہت نہ داخل حقیقت محمدی ہین نہ خارج
اور نہ عین حقیقت محمدی ہین نہ غیر بلکہ ہم عین وہم غیر وہم داخل وہم
خارج وہم متصل وہم منفصل کہ انکو جہت باطن وجہت ظاہر کہتے ہین
برمثل موج و دریا کے کہ موج کو ساتہہ دریا کے نہ داخل کہہ سکتے ہین
نہ خارج اور نہ عین کہہ سکتے ہین نہ غیر کہ ہم عین وہم غیر وہم داخل وہم
خارج علانیہ ظاہر ہے اس صورت مین جہت ظاہر کہ نبوت ہی حادث
ہونے سے امتناع قدم جہت باطن دیا ذات موجہہ یعنے ولایت
وحقیقت محمدی لازم ہو تو اول تعینات متنوعہ کہ وجود اشیا سے
عبارت ہے اور حادث ساتہہ ذات متعین یعنے ہستی حضرت حق
کہ داخل متعین علانیہ متحقق ہین باینکہ خروج تعین از متعین عدیم الامکان
کے سبب امتناع وجود تعین ہوتا ہے امتناع قدم ذات واجب بطریق

اوسلے لازم ہوگا اور ثانی فرمان شیخ اکبر رح کہ جہت باطن یعنی
ولایت کو الوہیت فرماتے ہین کس محل مین ہوگا اور با این معنے
جہت کا سبب ٹھہرانا اس مرتبہ علمی مین جولانی طبیعت وحسن تحقیق کا
نشان ہوا سیلئے کہ پہلے یہ امر اتفاق جمہور کے خلاف مین ہوتا ہے جو
آجتک کسی سنے بھی اس مقام مین یہ معنی نہین کیا اور ثانی باعتبار لغت
کے سبب بمعنی رسن و پیوند اور وہ چیز کہ اس سے دوسری شئے پیوستہ
ہوتی ہے اور باعتبار اصطلاح حکما وہ چیز کہ موجود فے نفسہ وموجد لغیرہ
کر وسیلہ حصول چیزے دیگر ہے ثابت ہی نظر برین معنے اول لغوی نہ مفید
ومثبت مراد حضرت موصوف ہوتا ہے نہ ثانی اصطلاحی حکما کیونکہ معنی
اول کو اس بحث و مرتبہ سے ہر چند مناسبت نہین اور ثانی اثبات قدم
مسبب مع ہر دو سبب پر کہ اس سے ثبوت بھی جو حادث ہی قدیم ہونا
لازم آتا ہے مد نظر ہے اسیلئے کہ ہر ممکن اپنے موجودیت مین محتاج بالغیر
ہی قطعًا اور یہ وصف یعنے موجود فی نفسہ وموجد لغیرہ بہ نسبت حادث
کے بعید از امکان وممنوع ہے بالاتفاق۔ بر این ہم اگر نظر بپاس وخاطر
حضرت موصوف کے بہ تسیم ثلاثہ مفروضہ فرض بھی کیا جائے تو کچھ

معارض مطلب نہین دفع طعن شکل اول ہرگاہ باعتبار ہردو سبب داخل
مسبب ہونیکے حدوث یک سبب موجب حدوث سبب دیگر دیا ذات
مسبب ہو تو لازم ہے کہ حدوث وجود تعینات کہ یہ مرتبہ اثبات تعین
مین ہے نعوذ باللہ موجب حدوث مرتبہ انتفار تعین و یا ذات متعین ہوے
اور مرتبہ تشبیہ منافی تنزیہ ذات یا برعکس ثابت ہو جاوے ساتھ اس
دلیل کے کہ ایک شئے آدہی تنزیہ اور آدہی تشبیہ ہونا ہرچند ممکن نہین
پس یہ بات محال و باطل ہے باالاتفاق اور ثبوت اس امر کا کہ حدوث
ثبوت مانع قدم ولایت و حقیقت محمدی سے نہین بذیل ادس اعتراض کے
جو محضرہ مرحوم دوسری رجب ۱۲۹۶ ہجریہ مین لکھا گیا ہے مرقوم ہے
دفع طعن شکل دوم کا یہ ہے کہ سبب درحالت فاعلی مقرر ہونیکے منسوب
بفعل ہوتا ہے نہ بفاعل اور سبب باعتبار فرق اعراب و حرکت کے
کہ فقط یک حرف بابلا تبدل و ما بعد اپنے فاعل مین مکسور ہوتا ہی اور مفعول
مین مفتوح فاعل و مفعول ہو نہ فقط مفعول برین تقدیر سبب صنعت اور
مسبب بالکسر صانع و بالفتح مفعول یعنے مصنوع ہوگا اس صورت
مین صانع اور صنعت غیر مخلوق اور اثر صانع کہ مصنوع ہے مخلوق

ثابت ہے نہ صانع مخلوق و مصنوع غیر مخلوق اور اگر سبب غائی ہی مقرر
ہو تو باعتبار مقدم بالذہن ہونیکے بلا التزام اسبابت کے کہ اس سے
ذات و صفات آلہی سبب غائی بنجائین صورت ذہنی اور ذات مذہن
غیر مخلوق اور وجود اسکا کہ موجود فی الخارج ہے مخلوق ثابت ہے
والاتعوذ باللہ منہا حادث ہونا صورت علمیہ آلہیہ کا کہ باتفاق جمہور
خود حضرت موصوف و بن حضرت موصوف کے پاس بہی مرتبہ احدیت
و تعین اول وغیرہ سے معبر و مشار بہ حقیقت محمدی ہے لازم آئیگا دفع
طن شکل سوم اگر باعتبار یک سبب داخل و یک خارج ہونیکے سبب داخلی
ہیئت و شکل سبب و یا مادہ سبب ہو تو اعیان ممکنات کہ صور علمیہ سے
عبارت ہے داخل علم بلکہ مین عالم ہین ہیئت و شکل حضرت حق و یا
علم حق مادہ وجود ممکنات ہونا کہ یہ امر بالاتفاق محال و باطل ہے
لازم ہوگا اور تصریح اس امر کی کہ سبب خارجی فاعلی ہے یا غائی طن
شکل دوم مین بخوبی تحریر ہے نظر برین ابطال اس تقریر کا شروع
سے آخر تک کہ یہ گویا قابلیت کا نمونہ ہے منفصلا حاصل ہو دے

اعتراض

دو شئے کے بیچ مین تیسری شئے وہ دونون شئے آپسمین ایک دوسرے پر
غلبہ نکرینکے سبب لیے آڑ ہوتی ہو اوسکو برزخ حقیقی کہتے ہین یا وہ تیسری شئے
اسیلیے دو شئے کے بیچ مین آوے کہ ایک شئے سے فیض لیوے اور دوسری
شئے کو پہنچاوے یہان حقیقت محمدی جو اللہ تعالے کی ذات مع الصفات
کے کہ واجب ہے اور عالم یعنے خلق کے جو ممکن ہو اسیلیے آڑی ہے کہ
اللہ تعالے کی ذات سے فیض ذات صفاتی لیوے اور عالم کو پہنچاوے
اس صورت مین حقیقت محمدی اللہ تعالے کی ذات وصفات کے سوائے
ہے کہ وہ اللہ تعالی کی ذات سے فیض لیکر عالم کو پہنچاتی ہے اور جو اللہ تعالے
کی ذات وصفات کے سوائے ہو مخلوق وحادث ہو بالاتفاق اگر حقیقت
محمدی کو ذات یا صفت اللہ تعالے کی فرض کرین تو دو شئے مین کی ایک شئے
اپنی برزخ آپ ہی ہوئی یہ محال ہے سب جہان کے عقلمندونکے نزدیک
شئی ثالث اپنے طرفین کی عوض لیوے۔

تصریح ۴۴

اگر برزخ حقیقی بمعنے اول مفہومہ انکے اعتبار کیا جاوے تو واجب ہے
کہ واجب ہووے نہ ممکن اسیلیے کہ ممکن سے ہر چند ممکن نہین جو مانع غلبہ

واجب بر ممکن ہووے بخلاف واجب کے کہ یہ امر البتہ بہ نسبت واجب
صادق آتا ہے اور باعتبار معنے ثانی کہ اس سے نزدیک انکے حقیقت
محمدی سواے ذات وصفات الٰہی کے متصور ہے بطریق اوے اس ہی
معنی سے غیر عالم ہونا اسکا ثابت ومتحقق ہوتا ہے کیونکہ حقیقت محمدی
شئے ثالث اور فیض از حق بخلق پہنچانا اسکا کام ہے اس صورت مین
جب خود ہی محسوب بخلق ہو تو فیض حق بخلق بواسطہ پہنچنا لازم آئیگا
کہ یہ بات بداہتہً باطل ہے باالاتفاق اسیلئے حقیقت محمدی سواے عالم
کے قطعاً ثابت پس جو شئے محسوب بعالم ہو تو ثابت ہو کہ بالضرور محسوب
بذات وصفات حق کے ہوی۔ لہذا حقیقت محمدی محکوم علیہ صفت از
صفات الٰہیہ کہ برزخ ہے درمیان ذات حق وخلق بصورت استفاضہ
وافاضہ کے متحقق ہے باالاتفاق بخلاف اس وہم کے کہ دو شئے مین کی
ایک شئے اپنی برزخ آپ ہی ہوی اور شئے ثالث اپنی طرفین کے
عوض لیوے۔ حالانکہ یہ بات حقیقت محمدی محسوب بعالم ہونیکی صورت
مین لازم ہوتی ہے نہ مرتبہ صفات مین اسیلئے کہ صفت کبھی ذات ہو نہین سکتی
اور سواے اسکے صاحب جام جہان نما اثناء حد مین بہ نسبت اسی مرتبہ

وحدت کے لکھتے ہین۔ کہ حد فاصل اشارت بہ وست و برزخ جامع عبارت
از وست وحقیقت محمدی خود اوست۔

اعتراض

میان موصوف کے دوسرے بعض کتب مین بہی یوہنی ہے۔ مگر اپنے
دوسری رجب کے محضری مین لکہے ہین کہ حقیقت محمدی علم اجمالی ہے
الحاصل ابطال وغلطی اس سخن کی کہ علم آلہی سے اسکا خروج لازم آتا ہے اوپر
انکے دوسری رجب کے محضری کے چوہتے قلم کے فساد مین جو حاشیہ
لکہا گیا ہے وہان مرقوم ہے بہرکیف انکے نزدیک بہی حقیقت محمدی
علم آلہی نہین بلکہ صورت مرتسمہ فی العلم کا نام ہے پس ہر صورت مرتسمہ
فی علم الالٰہی کے موافق جو ہے عالم شہادت مین موجود ومشخص ہوی
ہے اسکے لیے عالم ارواح مین بہی ایک وجود ضروری ہے اور صورت
شخصیہ محمدی کے لیے عالم ارواح مین جو وجود ہے وہی حقیقت محمدی
حقیقتاً ہے کہ اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قلم اور عقل اور روح ونور
کرکے یاد فرمائے ہین کہ اسکی صورت علیہ آلہیہ کو بہی حقیقت محمدی کرکے
موسوم کیے ہین مجازاً چنانچہ کتب معتبرہ مسطورہ مین اسکا بیان مفصلاً

مذکور ہے جیسا شواہد النبوۃ خصوص معارج النبوۃ مفاتیح الاعجاز وغیرہ کہ
ان کتب کی عبارات اوپر متعدد مقاموں مین لکھے گئے ہین اور آگے
بہی آئینگے انشاء اللہ تعالے ـــ

تصریح ۴۵

ابطال انکے اس دعوے کا کہ محضرہ حضرت مرحوم مرقومی دوم رجب کے
حاشیہ علم چہارم کا حوالہ کرتے ہین اوسہی مقام مین بذیل اعتراض
تصریح پانزدہم مین مفصلا مرقوم ہے اور یہہ فہمید حضرت موصوف کی
(کہ انکے نزدیک بہی حقیقت محمدی علم آلہی ہہنین تا آخرہ) حسن فہمید
کی داد ہے کہ صور علمیہ کو غیر علم عالم سمجہتے ہین باوجودیکہ ہر صورت
مرتسمہ فے العلم آلہی بلا اعتبار غیر وغیریت کے عین علم اور علم عین عالم
ہے کہ ہنوز اس مرتبہ علمی مین علم وعالم ومعلوم بلا امتیاز ایک ہی حکم مین
ہونا ثابت ہے بالاتفاق پس ہر شئے موافق صورت مرتسمہ کے خارج
مین اولاً وجود روحی وثانیاً مثالی اور ثالثاً جسمی سے موجود ومتشخص
ہوتی ہے بنابرین صورت شخصیہ محمدی از ارواح تا شہادت محکوم
بالاشیاء کہ حقیقت اس شئ کی وہی صورت مرتسمہ ثابت ہے حقیقتاً

حقیقت محمدی ہے اور بفرمان آنحضرت صلعم مشار بقلم و بعقل و بروح و نور وغیرہ
کے متحقق ہو بخلاف وجود خارج کے کہ خارج مین روح محمدی بدون اطلاق
حقیقت محمدی منسوب باسماء متذکرہ ہوئی ہے بس ثبوت اسکا حسب تصریح
مین خصوص تصریح سوم مین کئے عنوان پر کیا گیا ہے اور کتب محولہ کی
عبارات بہی حقیقت محمدی مرتبہ علمی ہی حقیقتاً ہونے پر دال ہین کہ
بیان اثبات اسکا تصریحات بالا سے کئی تصریح مین خصوصاً تصریح
بست و ششم و بست و ہفتم مین کیا گیا ہے ظاہر ہے —

خاتمہ

حضرت مولوی موصوف نے بعد اس رد و قدح تمام کی جو ارباب وحی و الالہام
و الانصاف کے ملاحظہ سے گزرا یہہ سوال مع ایک جواب خود بدولت
سبکے آگے آئیگا بطور استفتا کے تحریر و طبع فرمائیے کہ اسمین غرض اصلی
انکی صرف انقطاع بحث و طلب تصفیہ کامل اوپر اتفاق کرنے فقط ایک
عالم محقق معتبر ساتہہ ایک جواب کے جوابات طرفین سے ثابت ہے
چنانچہ کئی بار بطور اصرار و اقرار صحیح جو تحریر فرماچکے ہین سو اون تحریرات
سے یہ عبارت مکتوبہ حضرت موصوف بمراد ثبوت صدق اقرار شہادۃ الکہی

حاجی ہے وہی ہذا (آپ کو لازم ہے کہ کسی معتمد جاننے والیکو یہان
طلب کرکے طرفین کی تحریر و تقریر پیش کرین اور وہ جسکی صحت اتفاق
کرے اوسکو صحیح جانین یا پھر فقیر جواب آپکے سوال کا لکھدیتا ہے
میان موصوف سے بھی لیکر اور کسی عالم معتمد کے نزدیک روانہ کرین
کیونکہ مفتی غلام رسول صاحب کے نزدیک بھیجے تھے سو وہ تو بیمار
ہوے ہین انہی پر صحت موقوف نہین انتہی) پس حسب استدعار
دلی حضرت موصوف فقیر اپنا جواب ذیل مین اوس سوال مع جواب
حضرت موصوف کے مندرج کرکر مخصوص اون علماء اکابرین پاس
جو علوم ظاہر و باطن کی جامعیت تامہ رکھتے ہین اور ہر ایک اونمین
فاضل و محقق کامل بلکہ فرد فرید زمانہ ہے پیش نظر کروایا اسلیے کہ حضرت
موصوف نے صرف علماء ظاہر کے نسبت شروع دیباچہ مین بطور
تنبیہ لکھے ہین (بلکہ کسیکو علم ظاہر مین کمال تامہ بھی ہو ہر چند سبب
حصول علم باطن نہین ہوتا مولانا روم فرماتے ہین بیت کس بعلم
ظاہر از حق بین بدے * فخر رازی راز دار دین بدے)
بحمد اللہ بعوض ایک عالم معتمد و معتبر کے کہ تسلیم حضرت موصوف کیلیے

حسب اقرار ایک ہی عالم معتمد کا متفق ہونا بس تہا سو کئی علماء ومشائخ
منتخب شہر حیدرآباد و مدراس نے فقیر کا جواب حق ہونے مین اتفاق
فرمایا چنانچہ دستخط ومواہیر اونکے جو ذیل جواب موجود ہین ملاحظہ
فرمایئے اس صورت مین اگر بغور نظر فرمائین تو حقیقت جواب فقیر باتفاق
واجتماع اکابر اولیاء امت کہ جنکے اقوال حجتًا درج جواب فقیر معائنہ
ہونگے ثابت ومستحکم ہی اور دستخط ومواہیر علماء موصوفین اثبات
قدم حقیقت محمدیؐ اور اتفاق واجتماع مذکورہ پر برہان قاطع
ودلیل صریح ہین نظر برین اب حضرت موصوف سے امید قوی
یہ ہے کہ بمجرد ملاخطہ اسکے حدیث (لاتجمع امتی علی الضلالہ) کو پیش نظر
رکھکر اپنے اقرار واثق پر جو باعتبار آداب مناظرہ وپاس اقرار کے
فرض منصبی انکا طوعًا وکرہًا سوائے قبولیت وتسلیم کے جایز متصور
نہین عمل پیرا ہونگے والا اگر بخلاف اسکے آگے قصد تحریر وساختہ
فرمائین یا حدوث حقیقت محمدی کی نسبت مصنف ہدیۂ مہدویہ کی
تقریر کے استدلال اور چند ایسے علماء ظاہر کے بہروسے پہران جوابات
کو اونکے روبرو پیش کرکے اپنے جواب کی حصول صحت سے کامیاب

ہونیکی توقع رکہین۔ جمیع منصفین اہل مناظرہ کے نزدیک ہرچند قابل لحاظ
ولائق اعتبار نہین کیونکہ اس مسئلہ کی صحت اور اسکے قدم کا عقیدہ صرف
علما محققین وصوفئین ہی پر جو اس امر کی بخوبی واقف وراز دان ہین
منحصر وموقوف ہی نہ علماء ظاہر پر۔ حالانکہ خود آپ نے بہی اسبات کو مسلم جانکر
(بلکہ کسیکو علم ظاہر مین کمال تامہ بہی ہو ہرچند سبب حصول علم باطن نہین
ہوتا مولانا روم رح فرماتے ہین بیت کس بعلم ظاہر از حق بین بدے
فخر رازی راز دارِ دین بدے) فرمایا ہی درصورتیکہ اگر اب آج اسوقت آپکے
نزدیک علماء ظاہر کی صحت صحیح وقابل استناد منصور ہو جائے تو ضرور ہی کہ کل مسائل
طریقت کی دانست اور اوسپر عمل اور اعتقاد کے دعوے سے دست بردار
ہو جائیے جھگڑا خود بخود پاک ہی ورنہ یہ امر پابندی نفسانیت کی اشتعال کی اور
سرگشتگی وادی مجادلہ جو ضد آداب مناظرہ ہی محسوب ہوگا کہ سراسر بے اعتمادی اور بے قیامی
قول وفعل کا نتیجہ ہی ہرچند کسی مرد ذی ہوش کے نزدیک قابل التفات ولائق جواب
متصور نہین مصرع بر رسولان بلاغ باشد وبس۔ من یہدی اللہ فہو المہتد
ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا ۔۔۔۔۔

اور وہ سوال وجواب یہہ ہین

سوال

حقیقت محمدی کہ جسکو ولایت مصطفےٰ اور باطن مصطفےٰ کہتے ہین قدیم وازلی وغیر مخلوق ہے یا مخلوق اور حدیث کنت کنزاً تا خلقت الخلق لکی اعرف عبارت مرتبہ علمی سے ہے یا عینی خارجی سے اچہے معتبر دلیلون سے بیان فرمانا اجر پانا۔

جواب

ازطرف جناب مولوی سید شاہ محمد صاحب کڑپوی

الحمد لمن لا موجود الا ہو وہو الولی لاحبابہ وصلواۃ وسلامہ علی من لا حامد و لا محمود الا ہو وہو خاتم الانبیاء وسید اولیائہ وعلی الآل والاصحاب فہا انا اشرع فی الجواب حقیقت محمدی مسئولہ حادث ومخلوق ہے کہ معبر ہے ولایت وباطن مصطفےٰ سے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہ صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسکو جوہر اول و روح اعظم یعنے روح محمدی وغیرہ بہی کہتے ہین من مقصد لست قطعی فی بیان حدیث اول ما خلق اللہ نوری واول ما خلق اللہ روحی جوہر اول کہ روح محمد است صلی اللہ علیہ وسلم دو وجہ دارد و آن وجہ کہ

فیض از حق تعالے میگیرد نامش ولایت است وآن وجہہ کہ فیض بخلق میرساند نامش نبوت است من نصوص شرح الفصوص اعلم ان الحقیقت المحمدیہ مشتملہ علی حقایق النبوۃ والولایۃ کلہا فنا حدیۃ جمع حقایق النبوۃ ظاہرہا واحدیۃ جمع حقایق الولایت باطنہا الخ من مفاتیح الاعجاز حقیقت محمدی عقل اول است کہ روح اعظم است کہ اول ما خلق اللہ العقل واول ما خلق اللہ نوری واول ما خلق اللہ روحی الخ من الیواقیت والجواہر فی المبحث الاثنان والستین فان قلت قد ورد فی الحدیث اول ما خلق اللہ نوری و فی روایۃ اول ما خلق اللہ العقل فی الجمع بینہما فالجواب ان معنہا واحد لان حقیقت محمد تارۃ یعبر عنہا بالعقل وتارۃ بالنور ومن ریاض الفردوس وباتفاق ارباب شہود واعیان و اصحاب دلیل وبرہان نخستین گوہرکہ از امر کن فیکون وبوسیلہ قدرت بیچون از دریا غیب بساحل شہود آمد جوہر نورانے بود کہ باصطلاح حکما آنرا عقل اول خوانند وبزبان شریعت تعبیر ازان بقلم اعلی رفتہ واکابر ائمہ کشف وتحقیق آنرا حقیقت محمدی خوانند صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث کنت کنزا الخ دلیل خلقت تمامی عالم ہی نہ فقط اشارہ

اثبات صور ممکنات فی علم العالم جلالہ یعنے داؤد علیہ السلام یہ مخلوقات
متنوعہ دیکھ کر عرض کئے یارب لماذا خلقت الخلق پس حکم ہوا کنت
کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف اور الجواب
معا و السوال مشہور ہے چنانچہ کسی نے کہا بما ذا ضربت زیداً تو کہا جائیگا
ضربت زید اللتادیب من مفاتیح الاعجاز گنج ہستی مطلق کہ مخفی بود در
خزائن اعیان ممکنات پیدا مے نماید فرمودے۔ حدیث کنت کنزا را
فرا خوان ۔ کہ تا پیدا ببینی سر پنہان۔ حدیث کنت کنزاً الخ
اللہ تعالے می فرماید یعنے من گنجے بودم پنہان پس دوست
داشتم من کہ دانستہ شوم خلق بیافریدیم الخ من رسالۃ الوجدیہ
البحر العلوم حدیث کنت کنزاً الخ اللہ تعالے می فرماید کہ بودم من گنج
مخفی در غیب۔ پس دوست داشتم من کہ معروف شوم و ظاہر گردم
پس پیدا کردم خلق را تا مظاہر من و اسماء من شوند۔ الخ
اس حدیث سے ظاہر ہے کہ علت غائی آفرینش عالم معرفت
ذات و صفات حق جل و علا ہی اور یہ بات موقوف ہی خلقت انسانی پر کہ
از روی وجود عنصری آخرین مخلوقات ہی فافہم۔

صـــاه

جواب

از طرف فقیر سید نجم الدین عفی عنہ

حقیقت محمدی کہ ولایت و باطن مصطفےٰ سے معبر ہے مرتبہ علمی حضرت حق عزاسمہ کہ دوم مرتبہ ذات باعتبار تنزل سے کے ثابت ہی قدیم و ازلی و غیر مخلوق ہے بالاتفاق مصداق حدیث انا احمد بلا میم وانا عرب بلا عین کے اسیلے کہ اوسکا ثبوت اطلاق لفظ حقیقت اسی مرتبہ علمی پر ستند ہی بخلاف مراتب خارجیہ کے چنانچہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ لوایح شریف مین فرماتے ہین حقیقت ہر شئی تعین وجود ہست در حضرت علم باعتبار شانی کہ ان شئی مظہر اوست یا خود وجو

[illegible] والسلام

سلہ

حضرت قبلہ و کعبہ ظلہ العالی

بعد اداب و قدمبوسی معروض باد مزاج فدوی ہر روز علیل می باشد گاہی دست و گاہی بخار چنانچہ امروز تمام شب بخار و وقت صبح کہ دست کلان آمدہ ہمچنان میماند انشاء اللہ تعالیٰ بہمہ تصدق حضرت مندفع خواہد شد برای استفتا بہ فدوی بسیار تقاضاست الملا عرض کردہ یا معین

سلہ

سوال و ہر دو جواب تمام و کمال بنظر فیض اثر جناب مولانا مرشدنا حضرت مولوی حاجی حسن الزمان محمد صاحب قبلہ در رشتہ بر جواب دوم بدست حق پرست صحیح تحریر فرمودند فقط یا معین فرزند قاضی صاحب

سرکار کہم

متعین بهمان شان و بهمان حضرت ایضاً منه من شواهد النبوة - اول
تجلی که بر خود کرد بے آنکه وجود غیرے درمیان باشد بصورت شانی بود
کلی جامع مر جمیع شیون را بے امتیاز بعضے از بعضے و صورت معلومیت
آن شان را تعین اول و حقیقت محمدی گویند - و من جام جهان نما - حمد
بیحد و شکر بے عد سزاے ذاتی که وحدتش منشاء احدیت و واحدیت شد و
مرات ازلیت و ابدیت گشت و رابطه اولیت و اخریت و واسطه باطنیت
و ظاهریت آمد که حد فاصل اشارت بدوست و برزخ جامع عبارت
از وست و حقیقت محمدی خود اوست - و من ابراهیم شطاری [illegible]
جام جهان نما - چون ذات لاتعین بصورت تعین ظهور کند اول تنزل
او را تعین اول و عالم مطلق و وجود مطلق و وحدت حقیقی و فلک الولایت المطلق
و تجلی مطلق و رابطه اول بین الظهور والبطون و حقیقت محمدی و قابلیت
اول و مقام او ادنی و برزخ البرازخ و برزخ کبری و احدیت الجمع
خوانند - من مفاتیح الاعجاز - و چون حقیقت محمدی علیه السلام
باصطلاح این طایفه ذات احدیت است باعتبار تعین اول - و من جواهر الحقائق
ذات واحد درین دائره وحدت مدرک لنفسها است که پس از دور اجمالی الصفات بود

قاب در وسط دایرہ برآمد و دایرہ را منقوس بدو قوس احدیت و واحدیت گردانید قوس احدیت اعتبار علم مجرد ذات بدون اعتبارات است وآنرا قوس فوقانی وعروجی خوانند و قوس واحدیت اعتبار علم ذات مع الاعتبارات است وآنرا قوس تحتانی ونزولی گویند وآن قاب را باعتبار اثبات اثنینیت اعتباری قاب قوسین برزخ اول و برزخ کبرٰی خوانند و باعتبار انتفاء اثنینیت مذکورہ او ادنٰے وحقیقت محمدی گویند۔ قال صاحب نقد النصوص وکنی بعضہم بالحقیقۃ المحمدیۃ۔ ومن شیخ اکبر کما ذکر فی اول الفص اوجد الحقیقۃ المحمدیۃ التی ہی حقیقۃ نوع الانسانی فی الحضرۃ العلمیۃ فوجدت حقایق العالم کلہا بوجودہا وجودًا اجمالیًا لاشتمالہا علیہا من حیث مضاہاتہا للمرتبۃ الالٰہیۃ الجامعۃ للاسماء کلہا ثم اوجدہم فیہا وجودًا تفصیلًا فصارت اعیانًا ثابتۃ کما تقرر فی موضعہا۔ ومن تحفۃ المرسلہ مصنفہ شیخ محمد بن فضل اللہ المرتبۃ الثانیۃ مرتبۃ التعین الاول وہی عبارۃ من علمہ تعالٰے لذاتہ وصفاتہ والجمیع الموجودات علی وجہ الاجمال من غیر امتیاز لبعضہا عن بعض وہذا المرتبۃ تسمی بالوحدۃ والحقیقۃ المحمدیہ۔ چنانچہ دلایل جواب بالا جو حدوث حقیقت محمدی مین مرقوم ہین سو اُنسے بھی حقیقت محمدی

مرتبہ علمی اور قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے ظاہر ہے۔ اور حدیث کنت کنزاً الخ
سے عند الصوفیہ قدس سرہم مرتبہ علمی ہی مراد ہوتی ہے اسلیے کہ اولاً سوال
دریافت وجہہ ظہور مظاہر متنوعہ میں واقع ہے پس جواب معاد السوال وجہہ
مسئولہ کا مرتبہ علمی میں ساتھ حب[۱] ازلی سے کہ مقتضی اوپر پہچانے جانے
اپنے اپنے ہی سے نزدیک اپنے ہوے دیا گیا اور ثانیاً باعتبار مضمون
اسکے مراتب علمی اعتبار کیے جاتے ہیں چنانچہ کنت کنزاً مخفیاً سے ہستی
محض بیچون وبیچگونہ باعتبار اسقاط اشارات واضافات سے کہ مرتبہ احدیت
ولا تعین وغیب ہویتہ و مجہول النعت و منقطع الاشارات وغیرہ سے عبارت
ہے مراد ہے۔ اور فاحببت ان اعرف سے مرتبہ وحدت و تعین اول باعتبار انتفاء
اسقاط واثبات کے کہ حب ذاتی ومحبت الحقیقت وحقیقت محمدی وغیرہ
سے کہتے ہیں مراد ہے اور فخلقت الخلق تا آخر سے ظہور اعیان ممکنات فی العلم
الٰہیہ کہ دیکھنا ان تمام اعیان کا بالتفصیل کماہیت ذات وصفات خود از
خود درخود ہے مراد ہے چنانچہ فرمان صاحب مفاتیح سے ظاہر ہے چون

[۱] فائدہ بیان پہچانت ذات حق کی خلق سے ہرچند ممکن ہو متصور نہیں کیونکہ اطلاق پہچانت کا اوس حالمین صحیح وصادق آتا ہے کہ شئی معلومہ کی ماہیت وحقیقت کما حقہ پہچانی جاوے اور شئی پہچانی گئی محاط و پہچانت محیط ہوگی اس صورت میں ذات حق محدود ہونا لازم آئیگا اسی لیے فرمائے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ما عرفناک حق معرفتک۔ ۱۲

گنج ہستی مطلق کہ مخفی بود در خزانہ اعیان ممکنات پیدا می نماید انتہیٰ
اور بعد معنی لفظی کے اصل مراد و خلاصہ حدیث بیان فرماتے ہیں حاصل المعنی
آنست کہ ذات حق کہ ہستی مطلق است در کمال نوریۃ خود مخفی بود و ظہور
کمال موقوف بود بہ تجلی شہودی کہ عبارت از ظہور حق است بصورت اعیان
ثابتہ مخلوقات فخلقت الخلق لکی اعرف اشارت باین تجلی است و پیدائے گنج ہستی مراد
ست وظہور وخفا امر نسبتی است والا ادراک وشعور ہرگز از ذات منفک
نیست انتہیٰ ۔ ومن زبدۃ الحقایق سے فی تمہید اصل عاشر قال عم اول ما خلق اللہ
نوری اے عزیز خلقت بزبان عربیت بر چند معنی حمل کنند بمعنی آفریدن باشد
چنانکہ خلق لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا وبمعنے تقدیر باشد وبمعنے
ظہور بدین حدیث ظہور وجود میخواہد اکنون محمد علیہ السلام در کلام عالم مخفی
بود کہ انگاہ ظہور او را خلقت آمد دریغا در عالم کنت کنزا مخفیا فاحببت
ان اعرف مخفی بود انتہیٰ ۔ ومن جامی رحمۃ اللہ علیہ ۔ ہیچ تو بود آنکہ شدی
جلوہ گر + در خود و بر خود بہزاران صور + در تتق ذات تو ہر سر کہ بود
روی در آئینہ علمت نمود + صورت شان عکس نما شد ز ذات + ذات
ز تکرار صور شد صفات + از مہر ہیچ کنت کنزا کہ بد قدم مستور

چون ز کتمان صرف خواست عبور ✦ کرد نور نبی ز غیب حضور ✦ هرچه هست از ولایت است ظهور ✦ لاتعین نخست رتبه ذات ✦ که منزه بود ز اسم و صفات ✦ زان سکون کرد بر خودش حرکات ✦ هرچه هست از ولایت است ظهور ✦

تمت

نقل دستخط و مواهیر علما و مشایخین حیدرآباد

مهر جناب مولوی عبدالله صاحب مدرس مدرسه قدیم سرکار عالی

۱۲۹۴
مولوی عبدالله

هذا الجواب صحیح والجواب الذی کتب قبلها غیر صحیح عالی نسبت منه

دستخط جناب مولوی سید امین الدین علی صاحب جاگیردار کریم آباد

الحمد لله وحده وصلی الله علی من لا نبی بعده رایت جواب الاول والاخر فلاکن جواب الثانی مطابق من بیان محققین الصوفیة الصافیة رحمة الله علیهم لانهم قالوا فان جمیع الحقایق الاسمائیة فی الحضرات الاحدیة عین الذات ولیست غیرها وفی الواحدیة عینها من وجه وغیرها من آخر وفی بیان خلافتها الحقیقة المحمدیة وانها قطب الاقطاب لما تقرر ان لکل اسم من الاسماء الالهیة صورة فی العلم مسماة بالماهیة والعین الثابتة وان لکل منها صورة خارجیة مسماة بالمظاهر والموجودات العینیة وان تلک الاسماء ارباب تلک المظاهر وهی مربوبها وعلمت ان الحقیقة المحمدیة صورة اسم الجامع الٰهی تصوریها ومنه الفیض والاستمداد علی جمیع الاسماء فاعلم ان تلک الحقیقة هی التی ترب صورت العالم کلها بالرب الظاهر فیها الذی هو رب الارباب لانها هی الظاهر فی تلک المظاهر کما مر فبصورتها الخارجیة المناسبة لصور العالم التی هی مظهر الاسم الظاهر ترب صور العالم وبباطنها ترب باطن العالم لانه صاحب الاسم الاعظم الخ فان شاء مطالعه فالیرجع الی مطلع خصوص الحکم شرح فصوص الحکم والله المهادی والملهم الرشاد ـ العاصی المذنب الخفی والجلی امین الدین علی غفر الله له ولوالدیه ـ

دستخط جناب مولوی مبارک العلی صاحب مترجم فصوص الحکم

جواب دوم از روی مذهب صوفیه کرام منظر وحدت الوجود صحیح است ـ محمد مبارک العلی

مهر جناب مولوی سید حبیب الله صاحب قادری

هرچند فقیر حقیر ازان کسان نیست که خود را لائق معرفت و توحید داند لاکن بپاس خاطر سائل بر جوابات خوض کرد فی الاصل جواب ثانی را موافق ارباب ملت یافت جزاه الله خیر الجزاء

سید حبیب الله

دستخط جناب مولوی میر کریم الله صاحب ـ
هذا الجواب الثانی صحیح ـ میر کریم الله عفی عنه

دستخط جناب مولوی محمد علی صاحب۔
ہذا الجواب الثانی صحیح۔ محمد علی عفا اللہ عنہ

دستخط جناب مولوی میر عطاء اللہ صاحب۔
ہذا الجواب الثانی صحیح۔ میر عطاء اللہ عفی عنہ

دستخط جناب مولوی سیف الدین صاحب قادری
جواب ثانی صحیح ولایت و حقیقت محمدی قدیم و غیر مخلوق
نہ مخلوق و حادث۔ سیف [illegible]

دستخط غلام دستگیر خان صاحب۔ باجازت مولوی
شیخ محمود میاں صاحب چشتی جواب اول و آخر از نظر فیض
اثر قبلۂ عالم جناب شیخ محمود میاں صاحب چشتی در گزشتہ
فرمودند کہ جواب آخر صحیح است۔ غلام دستگیر خان

دستخط جناب سید شاہ جمال الدین صاحب روشن
ہذا الجواب الثانی علی مذہب الصوفیہ المحققین الموقنین
صحیح بعقائدہم فقیر حقیر سید جمال الدین روشن حیدری
احمد آبادی نور اللہ قلبہ بنور الایمان والعرفان۔

دستخط جناب شاہ محمد معروف صاحب۔ جواب آخر
صحیح و مطابق مذہب عارفان و محققان است و ازین
صراط المستقیم بنہ افتند مگر اعمی القلوب۔
شاہ محمد معروف قادری

دستخط جناب سید محبوب بادشاہ صاحب۔ ہذا الجواب
الثانی صحیح۔ سید محبوب بادشاہ قادری ولد سید محی الدین بادشاہ

دستخط جناب میر اسد اللہ صاحب۔ ہذا الجواب الثانی
صحیح۔ میر اسد اللہ علوی عفی عنہ

مہر جناب محی الدین صاحب۔ جواب اول غیر معتبر و جواب
ہذا صحیح
محمد زفادر احمد
محی الدین ١٢

مہر جناب ملتانی بادشاہ صاحب۔ جواب ثانی حق است
بادشاہ ١٢
ملتانی

دستخط جناب سید علی صاحب۔ جواب ثانی صحیح
سید علی قادری جباری عفی عنہ

دستخط جناب سید فضل اللہ صاحب العبد سید فضل اللہ
قادری سجادہ درگاہ حضرت موسیٰ صاحب قادری

دستخط جناب رضا علی صاحب۔ غریب رضا علی از مقام
آصف نگر جواب دوم جواب صحیح۔
[illegible]

مہر جناب غلام علی شاہ صاحب
٩٩ شہیر علی شاہ صوفی ١٢
شاہ غلام علی شاہ صوفی
[illegible]

باعث مہر فقیر بر رسالہ در جواب ثانی ہمین است کہ
جواب الثانی لا ثانی مطابق عقائد صوفیاء کرام است
و نیز محرر شاگرد رشید مرشد برحق مولانا و مرشدنا حضرت
شہیر علی شاہ صوفی قدس اللہ سرہ العزیز در علم تصوف
و عرفان از ابتدا تا انتہا بجمیع اصطلاحات و رموزات
صوفیہ از مرشد نسبت یافتہ از مرتبہ علم الیقین بعین الیقین
کما ینبغی رسیدہ چنانچہ قول مرشد برحق است کہ در شاگردان
من چنانکہ محرر جواب ثانی مرتبہ یقین رسیدہ است کسی نیست
پس حقیقت مطلب جواب ثانی کما حقہ بر آن عارف و سالک
ہویدا گردد کہ بدرجہ عین الیقین رفتہ چشم دل از نور

ولایت و نبوت روشن کرده است والا نه کور باطن
را دیدن و خواندن این رساله لا ثانی و جواب ثانی
چه سود ـ راقم غلام شہیر علیشیا و صوفی نور الله قلبه بنور
ولایت و نبوة محمدی علیه الصلوٰة والسلام ـ

نقل دستخط و مواہیر علما و مشائخین ساکنین مدراس

دستخط جناب مولوی طرازش خان صاحب بہادر ـ
حقیقة محمدی کمیز د قائلین جدة الوجود قدس الله
اسرارہم عبارت از ذات مع تعین اول ست کما فی لطائف
الاعلام و نظر باعتقاد حضرات مرصوفین آن مرتبه قدیم
ازلی ہست پس صحت جواب ثانی برین تقدیر واضح ولائح می نماید
سید محمد اسحاق المخاطب بطرازش خان بہادر

مہر مع شرح و دستخط جناب مولوی و محقق سید جمال الدین صاحب
رومی ـ بسم الله الاحد الواحد الفرد ـ بفحوای آیه
وانی ہدایه وامّا السائل فلا تنہر با عدم ادراک مضمون این فرد

در کارخانه‌ایکه ره عقل و عشق نیست
فہم ضعیف رای فضولی چرا کند

ادراک حقیقت سید لولاک از تودهٔ خاک از قرندان
الی ارض فرقدان بلکه فرق بینہا در میان خاک بر فرق
من وتمثیل من ـ از زبان دربار سفیر کنت نبیاً و
آدم بین الماء والطین ـ وا حدیث قدسی نیز گواه بر قدم
حقیقة محمدی لولاک لما خلقت الافلاک که اگر نبودی
تو خلق افلاک نمی فرمودم ـ وا لکنہ لولاک لما ظہرت ربوبیتی
قال الشیخ الاکبر فی تفسیره ـ حم ـ حق فی الباطن
ومحمد فی الظاہر ـ اصرح از این مقال ورای مقوله افشای
سر الربوبیة کفر را مورث ہرگاه کفایت نکند از نیقدر ما
رجوع بتحریر سوال وجواب معراجیه از تحریرات این عبد

بآیات و اوله حکمیه معیت ذاتی آن علت العلل مثبت
گردیده ـ حرف دو گفتم اگر در ده کس است ـ
خادم الفقرا سید جمال الدین مشتہر بروحی

وکما ورد فی الجواب الثانی من تقریر تحریر الذی لا ثانی
له فی المحامد والمعارج والثنایا فہو صحیح بحسب عقیدة
الصوفیین صحیح امره سید جمال الدین شاه رومی
وامہر بافونه سید مصطفی خادمه ـ

شاه رومی
سید جمال الدین

دستخط جناب مولوی سید مصطفی صاحب ـ
بسم الله الرحمن الرحیم منه استمد و به نستعین ـ اما بعد
حقیقت آگاہون پر پوشیده نہین که ذات و حقیقت کے
نام کا اطلاق شے حادث و فانی پر نہین ہوتا کیونکه جو
چیز حادث و مخلوق ہوتی ہے اوسکے لیے ثبات و قرار نہین
رہتا اور شی بے ثبات حقیقت نہین ہو سکتی ـ حق تعالی
نے کلام مجید مین فرمایا ہے الله نور السموات والارض
نور ذاتی ہے اور قدیم و ازلی چه جای آنکه حقیقت و ذات
بابرکات سرور سرور اصفیا حضرت محمد مصطفی صلعم مین گفتگو
و بحث ہو ـ حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک
یعنی اے محمد اگر نہوتے تم تو پیدا نکیا جاتا زمین و آسمان
تو یہه خود ازلیت و قدامت پر اقوی دلیل ہے کیونکہ حق
تعالی نے فرمایا اگر پیدا نه کرتا مین تجهکو
تو نه پیدا کرتا زمین و آسمان کو اور دوسری
حدیث نبوی ـ کنت نبیاً وآدم منجدل بین الماء
والطین تہا مین پیغمبر آدم کے پیدا کیے جانے سے آگے
آدم پانی و مٹی مین لوٹ پوٹ تہا اور مین علم نبوت

بر پا کیا ہوا تھا علی ہذا القیاس قدامت و ازلیت
حقیقت آن سرور پر دال ہی کذلک حدیث نبوی
انا من نور اللہ وکل الاشیاء من نوری مین خدا کے
نور سے ہون اور تمام میرے نور سے ہین ازلیت
و قدامت آن سرور کے لیے برہان لامع ہی خلاصہ عقیدہ
متصوفین و محققین اس بارہ مین یہہ ہے کہ حضرت
نبی صلعم کی حقیقت حق تعالی سے معیت رکھتی ہے

شعر
ز احمد تا احد یک میم فرق ست
جہانی اندرین یک میم غرق است

حم کی تفسیر مین حضرت شیخ اکبر کا مقال
اس عینیت و معیت پر دال ہی حم حق فی الباطن
ومحمد فی الظاہر والعبودیۃ جوہرۃ کنہہا الربوبیۃ الحدیث
وغیر ذلک من الاحادیث والآیات الدالۃ علی معیتہ
سبحانہ کثیرۃ فی المطولات ولو لا خوف التطویل لذکرنا
فی ہذا المختصر بالتشریح والتاویل فھنیئا لمن کان غواصا
فی ہذا البحر الطویل وقال الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا
لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ واعلم وفقک اللہ تعالی
بتیسیر التمیز بین الخطاء والصواب انا امعنا النظر فی ہا
ذین الجوابین فاولہ غیر مطابق لمذاق اہل التوحید وذلک
انما قشرۃ الاعلی لجوز المقال ولا نفع فیہ ولا انتفاع
واما الثانی فہو یطابق بحال اہل الوجود فی التوحید
الوجودی والمعیۃ وترک الاثنینیۃ بالصعود علی مراتب الحقیقیۃ
فہو صحیح لمذہبنا وحدۃ الوجود والیہ ذہب اجماع الموحدین
والصوفیین وجبتہ کبار المحققین اللہم انی اشہد انک انا وی
لمن اجبت تہدی من تشاء وتضل واللہ اعلم

[illegible]

دستخط جناب مولوی سید شاہ محمد امین الدین صاحب ۔
الحمد للہ الجامع الذات والصفات علی کل شیء محیط ۔
جواب ثانی موافق تصانیف مشائخین عظام ہمچو
فتوحات مکی والفصوص ونقوص الحکم ونفحۃ الانس وشرح جام
جہان نما ومثنوی مولوی مولانای رومی وجامی ونظامی
وشرح گلشن راز واللہ اعلم بالصواب ۔ مولوی سنت و
جماعت حنفی المذہب ۔ المذنب سید شاہ محمد المرتضی الحسینی
القادری الحسنی الحسینی ۔
المرقوم ٢٦ شہر صفر سنہ ١٣٠٢ھ

دستخط جناب سید شاہ محمد احمد صاحب
جواب ثانی صحیح و مطابق جادہ صوفیہ کرام رحمہم اللہ
تعالے ہست ۔
سید شاہ محمد احمد شاہ قادری و شطاری

من نتائج جناب مولوی سید محمد صاحب تخلص ہاشمی

چونکہ سید نجم دین سیم این زمان　　از فروغ حق رہ باطل نهفت
خوش بیانی کرد زان در کشف حال　　از لسان الغیب وی انچہ شنفت
ہاشمی تاریخ ختم این کتاب　　چشمہ فیض دل آگاہ گفت
۱۲۹۹ھ

من نتائج جناب سید شریف عرف سید میان صاحب

ز نجم دین محقق در معارف　　بیان علم توحید از اصول است
بہ قدم باطن سردار کونین　　ثبوت کافی از شان نزول است
بہ تصنیف از مصنف در حقیقت　　و نور فضل و بس و فعت حصول است
چو ختم این کتاب فیض گشتہ　　با اہل دین و دل از دل قبول است
بگفتہ سال تاریخش شریف این　　کلید گنج عرفان رسول است
۱۲۹۹ھ

ایضاً

عارف ذی فضل نجم الدین نے　　کیا لکھی ہے یہ کتاب بے بہا
یوں کہا سال تمام اسکا شریف　　واہ گنج راز عرفان خدا
۱۲۹۹ھ

یوں کہا سال طبع اسکا ظریف
در گنج راز عرفان خدا
۱۳۰۲

ہو الغنی

حضرات ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ اس کتاب میں قدم حقیقت

محمدی اور جواب ثانی کی صحت کے ثبوت کی نسبت جتنی مواہیر اور دستخطون کی نقلین حلیہ و زیور طبع سے مزین ہوئین ہر ایک کی اصل مہر و دستخط سے منے بچشم خود دیکھکر حسب فرمایش مصنف کے کتاب ہذا کو چھپوایا ہے۔ راقم۔ سید محمد سلطان عاقل دہلوی مالک و اڈیٹر اخبار آصفی متصل پرانی حویلی حیدرآباد دکن فقط

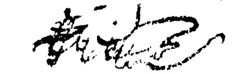

بقلم خود

قطعہ

نہ پند پیر نگیرد صلاحیت نااہل که هیچ اثر نکند میخ آہنی در سنگ
نہ بہرہ ور بود از علم معرفت ہرگز مرید جاہل صوفی اگر شود خر لنگ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔